39

جناب حافظ روشن علی صاحب کی وفات حسرت آیات

مدینۃ المسیح

ایام زیر رپورٹ کا نہایت جانکاہ واقعہ حضرت حافظ روشن علی صاحب کا انتقال ہے۔ جو ۲۳ر جون کی شام کو ہوا۔ اس وجہ سے ۲۴ کو تمام دفاتر اور سکول بند رہے ÷

جناب مولوی ذوالفقار علیخان صاحب ناظر اعلیٰ ۲۰ جون بعض ضروری امور کی سرانجام دہی کے لئے شملہ تشریف لے گئے ÷

مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوری۔ مولوی محمد یار صاحب اور مولوی غلام احمد صاحب مجاہد ۲۰ جون کو موضع رندھیر منگل (سیالکوٹ) مناظرہ کے لئے بھیجے گئے۔ مگر مناظرہ نہ ہوا۔ مولوی غلام احمد صاحب واپس آ گئے ہیں۔ اور باقی دونوں مبلغ حسب پروگرام اپنے دورہ پر روانہ ہو گئے ÷

گیانی سردار احمد صاحب تبلیغ کے لئے ضلع سیالکوٹ بھیجے گئے ÷

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا تعزیت کا تار

۲۴ر جون۔ محمود آباد۔ سرینگر

مولوی شیر علی صاحب کا تار حافظ روشن علی صاحب کی وفات کے متعلق پہنچا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مجھے بہت ہی افسوس ہے کہ میں وہاں موجود نہیں ہوں۔ تا کہ اس قابل قدر دوست اور زبردست حامی اسلام کی نماز جنازہ خود پڑھا سکوں۔ حافظ صاحب مولوی عبدالکریم صاحب ثانی تھے۔ اور اسبات کے مستحق تھے۔ کہ ہر ایک احمدی انہیں نہایت ہی عزت و توقیر کی نظر سے دیکھے۔ انہوں نے اسلام کی بڑی بھاری خدمت سرانجام دی ہے اور جبتک یہ مقدس سلسلہ دنیا میں قائم ہے انشاء اللہ انکا کام کبھی نہ بھولیگا۔ انکی وفات ہمارے سلسلہ اور اسلام کیلئے ایک بڑا صدمہ ہے لیکن ہمیشہ ایسے ہی بڑے صدمے ہوتے ہیں جنہیں اگر صبر کے ساتھ برداشت کیا جائے تو وہ خدا تعالیٰ کے فضلوں کے جاذب بنجاتے ہیں۔ ہم سب فانی ہیں لیکن جس کام کے لئے ہم کھڑے کئے گئے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کا کام ہے جو موت و حیات کا پیدا کرنے والا ہے اور وہ غیر معلوم اسباب کے ذریعہ اپنے کام کی تائید کرے گا ÷

چونکہ ہماری جماعت ہمارے پیارے اور معزز بھائی کی خدمات کی بہت ممنون ہے۔ اسلئے میں درخواست کرتا ہوں۔ کہ تمام دنیا بھر کی احمدیہ جماعتیں آپ کا جنازہ پڑھیں۔ یہ آخری خدمت ہے جو ہم اپنے مرحوم بھائی کی ادا کر سکتے ہیں لیکن یہ بدلہ ان بیش قیمت خدمات کے مقابلہ میں جو انہوں نے اسلام کے لئے کیں کیا حقیقت رکھتا ہے ÷

میں جماعت کے ساتھ سرینگر میں نماز جنازہ پڑھوں گا۔ اگر لاش کے متغیر ہو جانے کا خوف نہ ہوتا تو التوائے تدفین کی ہدایت دے کر میں اس آخری فرض کو ادا کرنے کے لئے خود قادیان آتا۔ اللہ تعالےٰ ان لوگوں پر جو ہم سے رخصت ہو گئے ہیں اور ان پر بھی جو زندہ ہیں اپنی رحمتیں نازل فرمائے ÷

آہ! علّامہ حافظ روشن علی صاحب

آہ! علم و حکمت کا وہ آفتاب جو چھوٹے بڑے امیر و غریب بلحاظ سب کے لئے یکساں ضو فشاں تھا۔ ۲۳ جون کی شام کو صفحہ عالم سے ہمیشہ کے لئے غروب ہو گیا۔ یعنی علامہ حافظ روشن علی صاحب کا انتقال ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ؛

گذشتہ دسمبر کے آخری ایام میں بیماری کا جو حملہ آپ پر ہوا۔ اگرچہ وہ نہایت ہی خطرناک تھا۔ تاہم اس سے بڑی حد تک افاقہ ہو گیا۔ حتیٰ کہ آپ کسی قدر چلنے پھرنے کے قابل ہو گئے۔ چنانچہ مجلس مشاورت میں تشریف لائے اور تلاوت قرآن کریم بھی کی تھی۔ لیکن اچانک بخار اور بعض دوسرے عوارض نے ایسی خطرناک صورت اختیار کر لی۔ کہ دوا تک کا پچنا ناممکن ہو گیا۔ اس طرح چند ہی روز میں آپ بے حد نڈھال ہو گئے۔ اور آخر حرکت قلب بند ہو جانے سے وصال ہوا ؛

آخر وقت تک آپ پوری طرح ہوش میں رہے اور باتیں کرتے رہے آپ کی گفتگو سے ایسا معلوم ہوتا تھا۔ لحہ بہ لحہ دنیا سے انقطاع کا آپ کو احساس ہو رہا ہے۔ اور کسی انقطاع کے لئے بے تاب ہیں۔ آپ اپنے مقصد کو پہنچ گئے۔ لیکن جماعت احمدیہ میں ایسی جگہ خالی کر گئے۔ جس کا پُر ہونا ناممکنات سے ہے ؛

حضرت حافظ صاحب کیا بلحاظ تقویٰ و طہارت۔ کیا بلحاظ علم و قابلیت۔ اور کیا بلحاظ عادات و اخلاق ایسے انسان تھے۔ جو خدا تعالیٰ کی خاص جماعتوں میں بھی خاص طور پر ہی پیدا کئے جاتے ہیں باوجود اس کے کہ آپ آنکھوں سے قریباً معذور تھے۔ اور لکھ پڑھ نہیں سکتے تھے۔ پھر بھی آپ کی دینی علمیت اور قابلیت کا یہ عالم تھا۔ کہ غیروں کو بھی کھلے دل سے اس کا اعتراف تھا۔ آپکے بیشمار شاگردوں کو ہی آپ کی ذات پر فخر نہ تھا۔ بلکہ آپکے استاد حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کو بھی آپ پر ناز تھا۔ اور سچ تو یہ ہے۔ اس بے نظیر استاد کے بے نظیر شاگرد نے جس طرح حیرت انگیز طریق سے اپنے استاد سے علم حاصل کیا۔ اسی طرح مخلوق خدا کو کھلے دل سے مستفیض بھی کیا۔ اس وقت نہ صرف قادیان میں بلکہ ساری جماعت میں ایسے لوگ کم ہی ہوں گے۔ جنھوں نے آپ سے کچھ نہ کچھ نہ سیکھا ہو۔ بلکہ بہت سے غیر از جماعت لوگوں کو بھی آپ سے بہت کچھ سیکھنے کا موقعہ ملا ؛

ایسے مفید خلائق اور نیکی مجسم انسان کا انتقال کوئی معمولی سانحہ نہیں۔ جسموں کو ہلا دینے والا اور روح میں کپکپی پیدا کر دینے والا واقعہ ہے۔ کوئی شخص جو آپ سے تھوڑا بہت بھی تعارف رکھتا ہو۔ ایسا نہ ہوگا جسے آپ کی وفات کی خبر سن کر رنج و غم نہ ہوگا۔ لیکن وہ جنہیں آپ سے روحانی فیض پہنچا۔ وہ جن کے لشکر کا یہ فتح نصیب جرنیل ہی نہیں۔ بلکہ جو تبلیغ کر تعلق ان کے غم و الم کا کون اندازہ کر سکتا ہے۔ آہ! تبلیغ و یار خلافت کا ایک محبوب رکن چل بسا۔ آہ! آج ہمارے بزرگ ترین علماء کی بزم کو ایک چوٹی کا عالم خالی کر گیا۔ آہ! آج ہمارے تبلیغ اسلام کے مجاہدوں کا سر لشکر اپنے جرنیلوں کو داغ مفارقت دے گیا۔ آہ! آج احباب کی محفل کو اپنی خوش گفتاری سے گرمانے والا اور خوش کلامی سے افسردہ دلوں کو ہنسانے والا ہمیشہ کے لئے خاموش ہو گیا۔ آہ! آج چھوٹوں کا شفیق اور ہمعصروں کا رفیق اٹھ گیا۔ پھر کون ہے۔ جو رنج و الم سے نڈھال نہ ہو۔ اور کون ہے جس کے لئے آپ کی مفارقت کا صدمہ جانکاہ نہ ہو لیکن

بُلانے والا ہے سب سے پیارا اسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

اس لئے دل دوز آہ کے ساتھ ہر ایک کے منہ سے صرف انا للہ وانا الیہ راجعون نکل رہا ہے ؛

ہمارے دل میں درد، آنکھوں میں آنسو اور لب پر آہ ہے لیکن اس موت پر رشک بھی ہے۔ واللہ جی چاہتا ہے۔ ہم میں سے ہر ایک کی موت ایسی ہی موت ہو۔ کہ خدا کی راہ میں اپنی زندگی کا ایک ایک لمحہ صرف کر دینا اور مخلوق خدا کی خدمت گذاری میں گداز ہو کر مرنا در اصل مرنا نہیں۔ بلکہ جینا ہے۔ اور جسے یہ زندگی حاصل ہو جائے۔ اس سے بڑھکر خوش قسمت اور کون ہو سکتا ہے ؛

علامہ مرحوم و مغفور کی صفات اور خوبیاں اتنی غیر معمولی ہیں کہ نہ تو کسی ایک مضمون میں ان کا احاطہ کیا جا سکتا ہے۔ اور نہ رنج و الم کی حالت میں ایسا کرنا ممکن ہے۔ اس کے لئے سکون قلب کی ضرورت ہے۔ اور امید ہے۔ حضرت حافظ صاحب مرحوم کے مخلص دوست اور شاگردان رشید جن کا حلقہ بفضل خدا بہت وسیع ہے۔ اس کام کو خوش اسلوبی سے سرانجام دیں گے ؛

اگرچہ ۲۳ جون مغرب کے وقت روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی تھی۔ لیکن صبح کی پہلی گاڑی آنے تک تجہیز و تکفین ملتوی کر دی گئی۔ تا اس وقت تک آپ کے جو قریبی رشتہ دار پہنچ سکتے ہوں پہنچ جائیں۔ چنانچہ ان کے آنے پر گیارہ بجے کے قریب حضرت نواب محمد علی خان صاحب کی کوٹھی سے جہاں ایام علالت سے آپ مقیم تھے جنازہ اُٹھایا گیا۔ جنازہ کے ہمراہ ایک انبوہ کثیر تھا۔ باغ میں حضرت مولانا مولوی شیر علی صاحب نے نماز جنازہ پڑھائی۔ اور اس قیمتی وجود کو مقبرہ بہشتی میں سپرد خاک کر دیا گیا۔ ہم اس جانکاہ صدمہ میں تمام جماعت کی طرف سے حضرت حافظ صاحب کے خاندان کے ساتھ دلی ہمدردی کا اظہار کرتے ہوئے دعا کرتے ہیں۔ خدا تعالیٰ انہیں صبر کی توفیق بخشے۔ اور انہیں اس غم و الم کا اجر عظیم عطا فرمائے ؛

حضرت حافظ صاحب کے جنازہ کے تھوڑی دیر بعد لاہور سے ایک احمدی خاتون کی لاش پہنچی۔ اس کا بھی بہت بڑے مجمع نے جنازہ پڑھا اور وہ مقبرہ بہشتی میں دفن کی گئیں۔ خاتون مذکور میر کریم بخش صاحب پہلوان کی اہلیہ اور لجنہ اماء اللہ لاہور کی پریزیڈنٹ تھیں۔ اور نہایت دیندار اور مخلص تھیں ؛

حضرت حافظ روشن علی صاحب کا آخری پیغام اپنے شاگردوں کے نام

آہ! آج احمدیت کا بہت بڑا درخشندہ ستارہ غروب ہو گیا اور ہزاروں لاکھوں قلوب کو وقف الم بنا گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حضرت حافظ کی رحلت سے ہر شخص کو اس کی معرفت کے مطابق صدمہ ہوا ہے۔ وہ لوگ جن کو آپ سے شرف تلمذ حاصل تھا اور جنھوں نے آپ کی محبت بھری شاگردی میں چند ایام بھی بسر کئے ہیں۔ وہ اس ناقابل برداشت جدائی کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔ آپ اپنے شاگردوں کے لئے نہ صرف بہترین معلم تھے۔ بلکہ نہایت ہمدرد اور شفیق باپ بھی تھے۔ شاگردوں کی کوئی ضرورت ایسی نہ ہوتی تھی۔ جس کے پورا کرنے میں آپ کوشاں نہ ہوں۔ باینہمہ کمال یہ تھا۔ کہ کبھی اپنے اُستاد ہونے کا خیال تک نہ آیا آپ کا تقویٰ، للہی خلوص اور شوق جہاد کا اثر تھا۔ کہ ہر طالب علم دل و جان سے آپ پر نثار ہوتا تھا۔ ایام مرض میں بھی آپ نے اپنے ان نونہال پودوں کو اپنی تربیت کے ذریعہ نشو و نما بخشا۔ اور ان کے سامنے اعلیٰ اخلاق کا اسوہ حسنہ پیش کیا۔ آپ کی صحبت زریں کے گوہر بے بہا میں سے کچھ کسی دوسرے وقت عرض کروں گا۔ انشاء اللہ۔ فی الحال میں آپ کے شاگردوں کو جہاں اس صدمہ جانکاہ سے اطلاع دیتا ہوں۔ وہاں انہیں حضرت حافظ صاحب کا آخری پیغام بھی پہنچاتا ہوں۔ آپ نے وفات سے قبل بطور وصیت اپنے شاگردوں سے ارشاد فرمایا :-

"میرے شاگرد ہمیشہ تبلیغ کرتے رہیں"

میرے نزدیک آپ کے جملہ متعلمین کے لئے یہ عمر بھر کا نصب العین ہے۔ تبلیغ کا فرض ہر احمدی کے ذمہ ہے۔ اہل علم پر اس کی دوہری ذمہ داری ہے۔ لیکن حضرت حافظ صاحب جیسے عاشق تبلیغ کے شاگردوں کے لئے تو دوسرا کوئی میدان ہی نہیں ہونا چاہیئے پس میں اپنے سب بھائیوں سے التماس کرتا ہوں۔ کہ وہ اپنے بے انتہا خیر خواہ اُستاد کی آخری وصیت کو پورا کریں۔ میری تجویز ہے۔ کہ حضرت حافظ صاحب کی کوئی تبلیغی یادگار ہونی ضروری ہے۔ خواہ بصورت رسالہ ہو یا بصورت لائبریری۔ اور اس یادگار کو قائم کرنے کے لئے آپ کے شاگردوں کے کندھوں پر اہم ذمہ داری ہے۔ جو دوست میری تجویز سے اتفاق رکھتے ہوں۔ وہ اس کی اطلاع دیں اور اس کے لئے کوئی عملی قدم اٹھائیں۔ دوسرے دوست بھی اس میں شامل ہو سکتے ہیں ؛

خاکسار دلفگار

اللہ دتا جالندھری۔ قادیان - ۲۴ جون

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

جلد ۱۶ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۸ جون ۱۹۲۹ء | نمبر ۱۰۰

پنجاب سائمن کمیٹی کی اکثریت کی رپورٹ اور ہندو

پنجاب کونسل کی سائمن کمیٹی کے انتخاب کے وقت اگرچہ بعض مسلمان ممبران کونسل کی عاقبت نااندیشی اور خود غرضی کی وجہ سے اور ہندو ممبروں کی ہوشیاری کے باعث مسلمانوں کو جو اس صوبہ کی آبادی کا پچپن فیصدی ہیں۔ اس کمیٹی میں تیس فیصدی سے بھی کم نمائندگی کا حق حاصل ہوا تھا۔ اور ہندو جو اٹھائیس فیصدی ہیں۔ انہیں بیالیس فیصدی حق نمائندگی مل گیا تھا۔ لیکن باوجود اس کے اس کمیٹی کی اکثریت نے متفقہ طور پر جو رپورٹ مرتب کی ہے اس کے خلاف برادران وطن نے پورے زور کے ساتھ شور مچانا شروع کر دیا ہے۔

اس کمیٹی کی اکثریت نے جو چوہدری ظفر اللہ خان۔ کپتان سردار سکندر حیات خاں۔ رائے صاحب چوہدری چھوٹو رام اور مسٹر اوون رابرٹس پر مشتمل ہے۔ آیندہ اصلاحات کے متعلق جو سفارشات کی ہیں۔ ان کا مفاد یہ ہے۔

(۱) کونسل کے تمام ممبر منتخب شدہ ہوں۔

(۲) جداگانہ حلقہ ہائے انتخاب قائم رہیں۔

(۳) صوبہ کی حکومت ایک گورنر اور ایک وزراء کی کمیٹی پر مشتمل ہو۔ جو تمام معاملات کے لئے کونسل کے سامنے جواب دہ ہو۔

(۴) گورنر وزیر اعظم کو کونسل کی کثیر پارٹی میں سے منتخب کیا کرے اور دیگر وزراء کا تقرر بھی گورنر ہی کے ہاتھ میں ہو۔ لیکن اس میں وزیر اعظم سے مشورہ لینا ضروری ہو۔

(۵) اس طرح کی صوبجاتی حکومت صوبہ کے تمام امور پر مکمل اختیار رکھتی ہو۔ مرکزی حکومت ہند کو صرف ان امور میں نگرانی اور مداخلت کا حق حاصل ہو۔ جن کے ساتھ مرکزی مجلس مقننہ کو دلچسپی ہوا کریگی اس حق مداخلت و نگرانی کا استعمال گورنر جناب گورنر جنرل کے ایجنٹ کی حیثیت سے کیا کریں۔

(۶) فیڈریشن کی اسکیم کے ماتحت باقیماندہ اختیارات صوبے کی حکومت کے ہاتھ میں رہیں۔

(۷) سرکاری ملازمتوں کے تقررات کے سلسلہ میں انڈین سول سروس اور انڈین پولیس کے تقررات حسب دستور جناب وزیر ہند کے ہاتھ میں ہیں۔ اور آل انڈیا سروس کے تقررات سنٹرل پبلک سروس کمیشن کے ہاتھ میں رہیں۔ باقی تمام ملازمتوں کے تقررات صوبہ کے پبلک سروس کمیشن کے سپرد کر دیئے جائیں لیکن شرط یہ رکھی جائے۔ کہ ملازمتوں میں مختلف قوموں کی نمائندگی کی تعیین کا حق مقامی حکومت کے ہاتھ میں رہے۔ ہائی کورٹ کے ججوں کا تقرر بھی ملک معظم مقامی حکومت کی سفارش پر کیا کریں۔ اور انکے تعطل کا معاملہ بھی گورنر اور مجلس وضع قوانین کی متفقہ سفارش پر موقوف ہو۔

ان سفارشات کے متعلق زیادہ سے زیادہ جو کچھ کہا جا سکتا ہے۔ وہ یہ ہے کہ آبادی کی اکثریت کے لئے اپنے جائز حقوق حاصل کرنے کا ایک حد تک انتظام کیا گیا ہے لیکن کیا یہ کوئی ایسی بات ہے جسکی مخالفت کا ازروئے انصاف کسی کو حق حاصل ہے قطعاً نہیں۔ مخالفت محض اس بنا پر کیجا رہی ہے کہ پنجاب میں اکثریت مسلمانوں کی ہے۔ اور ہندوؤں کا خود غرض اور تنگ نظر طبقہ یہ گوارا نہیں کر سکتا کہ ہندوستان کے متعدد صوبوں میں مسلمان اپنی قلت کی وجہ سے کلیتہً ہندوؤں کے رحم پر ہوتے ہوئے پنجاب میں باوجود اکثریت کے بھی ان کے قبضہ و تصرف سے آزاد ہو سکیں۔

اگر عدل و انصاف کا کچھ بھی لحاظ کیا جاتا۔ اور دوسروں کو بھی زندہ رہنے کا حق دینے کا ارادہ ہوتا۔ تو یہ سمجھ لینا کچھ بھی مشکل نہ تھا۔ کہ مدراس کے ۹۳ فیصدی ہندو بمبئی کے ۸۴ فیصدی ہندو سی پی کے ۹۶ فیصدی ہندو۔ یو۔ پی کے ۸۶ فیصدی ہندو اپنے اپنے صوبہ کی قلیل التعداد دوسری آبادی کے حقوق کا لحاظ رکھ سکتے ہیں۔ تو پنجاب کے ۵۶ فیصدی مسلمان بھی بہت تھوڑی اقلیت رکھنے والی لیکن اثر و رسوخ۔ مال و دولت میں بڑھی ہوئی اقوام کے حقوق نظر انداز نہیں کریں گے لیکن اگر پنجاب کے ہندو مسلمانوں کی تھوڑی سی اکثریت پر اعتماد نہیں کر سکتے تو پھر مدراس۔ بمبئی۔ سی پی۔ یوپی۔ آسام۔ بہار۔ اڑیسہ وغیرہ صوبوں کے مسلمانوں کو کس طرح ہندوؤں کے متعلق اطمینان ہو سکتا ہے۔

حقیقت یہ ہے جو روز بروز صفائی کے ساتھ رونما ہو رہی ہے کہ مسلمان اگر اپنے حقوق حاصل کر سکیں گے۔ تو اپنی جدو جہد اور کوشش سے۔ دوسروں پر بھروسہ رکھ کر آجتک نہ کسی قوم کو حقوق حاصل ہوئے ہیں۔ اور نہ مسلمانوں کو ہو سکتے ہیں۔ اگر مسلمان یہ بات سمجھ لیں۔ اور اندرونی مناقشات کو متحدہ مقاصد میں حائل نہ ہونے دیں۔ تو باعزت زندگی بسر کر سکتے ہیں۔ ورنہ مشکل ہے۔

"ملاپ" کی شرارت

آریہ اخبارات جنہوں نے انتہائی شرارت سے کام لیتے ہوئے جماعت احمدیہ کی ہر بات میں مخالفت کرنا۔ اور مخالفت میں کمینگی کی حد تک پہنچ جانا اپنا فرض سمجھ رکھا ہے۔ ان میں سے ایک "ملاپ" بھی ہے۔ جو آئے دن نہایت دل آزار اور بیہودہ نوٹ شائع کرنا اپنا بہت بڑا کارنامہ سمجھتا ہے۔ ۲۲ جون کے پرچہ میں اس نے حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالےٰ کے کشمیر تشریف لے جانے پر ریاست کشمیر کو آپ کے خلاف اُکساتے ہوئے لکھا ہے

"ریاست کشمیر کو اس بارہ میں اپنی تسلی کر لینی چاہیے کہ کہیں خلیفہ صاحب ریاست کشمیر کی مسلم آبادی میں اپنے تبلیغی وعظوں سے کوئی نئے کانٹے نہ بو آئیں"۔

وہ انسان جسکی تحریک پر حال ہی میں ہندوستان کے ایک سرے سے لیکر دوسرے سرے تک ایسے عظیم الشان جلسے منعقد ہوئے۔ جن میں باہمی اتحاد اور رواداری کا عملی سبق سکھایا گیا۔ اور جن میں ہر مذہب و ملت کے معزز ترین افراد نے شریک ہو کر واضح طور پر اعتراف کیا کہ ہندو مسلم اتحاد کا یہ طریق نہایت ہی قابل تعریف ہے اس کے متعلق "ملاپ" کی یہ شرارت نہایت ہی گری ہوئی حرکت اور اسکی فتنہ پرداز ذہنیت کا ثبوت ہے۔ تعجب ہے "ملاپ" جو بارہا ریاست کشمیر کے خلاف زہر افشانی کر چکا ہے۔ ناصح مشفق بن کر اسے مشورہ دے رہا ہے ایسے فتنہ پرداز اور شر انگیز اخبار کی بیہودہ سرائی کی جو وقعت ہو سکتی ہے۔ وہ ظاہر ہے۔

راجپال کی یادگار

جو انسان دو اقوام میں فتنہ و فساد دشمنی اور عداوت کا باعث قرار پا گیا ہو۔ اس کی یاد جتنی جلدی ممکن ہو۔ قلوب سے مٹ جانی چاہیئے۔ اور اس کا نام جس قدر جلد ممکن ہو۔ ذہنوں سے فراموش ہو جانا چاہئے۔ کہ صلح و اتحاد۔ امن و امان کے قیام کا یہی تقاضا ہے لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے بعض آریہ صاحبان راجپال کے اس انسان کی جس کا نام لینا بھی شرافت اور انسانیت کے لئے گراں بار ہے۔ یادگار قائم کرنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ پرکاش (۹ جون) جس کا راجپال سے خاص "تعلق" تھا لکھتا ہے۔

"اس ویر کی جس نے دھرم کے لئے جان دے دی۔ یادگار قائم کرنا آریہ سماج کے ذمہ ہے"۔ "راجپال" اور "دھرم کے لئے جان دینا" سمجھ میں نہیں آتا۔ ان کا آپس میں کیا تعلق ہے اگر کروڑوں انسانوں کے اپنی جانوں سے زیادہ عزیز پیشوا کو گالیاں دینا "دھرم" ہے۔ تو یہ "پرکاش" اور راجپال کا ہی دھرم ہوگا کوئی شریف انسان خواہ وہ کسی مذہب و ملت کا ہو۔ اسے دھرم قرار نہیں دے سکتا۔ اور راجپال نے جو کچھ دھرم کے لئے کیا۔ وہ یہی

بجھ ہے +

جہاں "پرکاش" کی سی ذہنیت رکھنے والے آریوں کی یہ تحریک قابل افسوس ہے کہ راجپال کی یادگار قائم کیجائے۔ وہاں یہ امر قابل تعریف ہے کہ سمجھدار آریوں میں اس تحریک کو مقبولیت حاصل نہیں ہوئی۔ اور پرکاش کو حسرت کے ساتھ لکھنا پڑا ہے کہ

"جب دھرم ویر کی ارتھی لاہور کے بازاروں میں سے ہزاروں لوگ لئے جا رہے تھے۔ تو اس وقت یہی معلوم ہوتا تھا کہ شہید کی جو بھی یادگار قائم کیجائیگی۔ اسکے لئے دنوں میں چندہ جمع ہو جائے گا۔ لیکن ہمنے دیکھ لیا کہ آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب کیطرف سے جو راجپال بلیدان فنڈ جاری کیا گیا تھا اس کا کس قدر سواگت ہو رہا ہے"۔

معلوم ہوتا ہے۔ "پرکاش" نے "ارتھی" کے لے جاتے وقت کیجالت دیکھ کر سمجھ لیا۔ جتنا روپیہ وہ چاہے گا جمع کر لیگا۔ لیکن یہ اسکے اندازہ کی غلطی تھی جس کا اسے بہت جلد احساس ہو گیا +

سندھ میں آریہ لیکچراروں کی شرارتیں

ہمارے ایک معزز نامہ نگار علاقہ سندھ سے تحریر فرماتے ہیں۔

آریہ جابجا جلسے کر رہے ہیں۔ گورنمنٹ اور مسلمانوں کے خلاف بہت دریدہ دہنی سے کام لیا جا رہا ہے۔ رسول مقبولؐ اور دیگر بزرگان کی توہین کی جا رہی ہے۔ ایک منظم کوشش سے اسلام کے خلاف جلسے تمام سندھ میں کئے جا رہے ہیں۔ دھرم بھکشو تقریباً سارا سال سندھ میں بکواس کرتا رہتا ہے۔ سندھ کے آریہ کوشش کر رہے ہیں کہ "رنگیلا رسول" کا ترجمہ سندھی زبان میں شائع کرکے اور کتاب کا نام تبدیل کرکے حیدرآباد سے ایک کتاب شائع کیجائے۔ سنا گیا ہے۔ اس رسوائے عالم کتاب کی بعض عبارتیں سندھی الفاظ میں ترجمہ کرکے بعض ہندو اخبارات میں شائع بھی ہو چکی ہیں۔ آریہ مشنری رسول مقبول صلعم کے خلاف بدزبانی کو ہر جلسہ کا لازمی مضمون قرار دے رہے ہیں۔ حال ہی میں ایک امن سوز جلسہ آریوں نے سکھر میں کیا جس میں کرشنا نند اور دیگر آریہ مشنری (جو کلکتہ کی طرف سے آئے ہوئے تھے) شامل ہوئے۔ تقریریں صرف اس بات پر کی جاتی ہیں کہ آزادی لینی ہے تو کسی کی پروا نہ کرو۔ انگریز اور مسلمان ہمارے دشمن ہیں +

ان حالات سے ظاہر ہے۔ کہ آریوں کے دریدہ دہن لیکچرار مسلمانوں کی دل آزاری اور فتنہ پردازی کے لئے کیسا افسوسناک رویہ اختیار کئے ہوئے ہیں۔ اور مسلمان ان کے ہاتھوں کس قدر تنگ آئے ہوئے ہیں۔ اس علاقہ کے ذمہ دار حکام کو چاہیئے۔ کہ اس فتنہ کا ابھی سے سدباب کر دیں۔ اور بات کو طول نہ پکڑنے دیں۔ اگر اس بارے میں تساہل سے کام لیا گیا۔ تو بدامنی کا پیدا ہونا یقینی ہے ہر مذہب والوں کو اپنے مذہب کی تبلیغ کا پورا پورا حق ہے لیکن یہ کسی کو بھی حق نہیں۔ کہ کسی مذہب کے قابل احترام بزرگوں کی تحقیر کرکے اپنی رذالت کا ثبوت دے نہ معلوم آریوں کی سمجھ میں کب یہ بات آئے گی +

اشارات

وہ لوگ جو امان اللہ خان کے کابل سے اس افراتفری میں جان بچاکر بھاگ آنیکے باوجود کہ بقول انکی خوشامد امین صاحب کے وہ اپنے تن بدن کے کپڑے بھی ساتھ نہ لاسکے۔ انہیں "اعلیحضرت شہریار غازی" قرار دے رہے ہے۔ اور اسکے جواز میں یہ محکم دلیل پیش کر رہے ہیں کہ "جبتک افغانستان خانہ جنگی سے نجات پاکر کسی قابل بادشاہ کے ہاتھ پر متحدہ بیعت نہیں کر لیتا۔ اعلیحضرت شہریار غازی امان اللہ خان بدستور افغانستان کے بادشاہ ہیں" اس قسم کی "انتہائی عقیدت" رکھنے والوں کو چھوڑ کر اوروں کے لئے یہ سمجھ لینا بہت آسان ہو رہا ہے کہ امان اللہ خان نے کن حالات میں اپنا پیارا اور محبوب وطن ترک کیا +

ہندوستان اور خصوصاً پنجاب کے اردو پریس نے اپنی "انتہائی عقیدت" کے ہاتھوں مجبور ہو کر جہاں اور بیسیوں فسانے تراشے۔ وہاں ہر اس موقعہ پر جبکہ امان اللہ خان کی بہادری اور جوانمردی کو بٹہ لگتا دیکھا لکھ دیا چونکہ خونریزی انکے مذہب میں جائز ہی نہیں۔ اس لئے ایسا ہوا۔ ورنہ انکے مخالفین کی حقیقت ہی کیا ہے۔ ایک پل میں وہ ان کا خاتمہ کر سکتے ہیں حتیٰ کہ کابل کو ہمیشہ کے لئے خیرباد کہہ آنے پر بھی یہی کہا گیا۔ کہ انہوں نے خون کا ایک چھینٹا گرانے کی نسبت تخت و تاج کو لات مار دینا زیادہ آسان سمجھا +

اگر کابل کے متعلق صحیح خبروں کے معلوم ہونے کا کوئی قابل وثوق ذریعہ ہوتا تو اصل حقیقت کے چہرہ سے کبھی کا نقاب اٹھ چکا ہوتا اور لوگ امان اللہ خان کے متعلق اسقدر اندھیرے میں نہ رہتے جسقدر انکے چمن پہنچنے تک رہے ہے لیکن اب جبکہ حالت منتظرہ کا قطعی خاتمہ ہو گیا اصلیت ملمع سازیوں کے پردہ سے نکل کر باہر آگئی۔ تو افسانہ سازیوں کے خلاف اعلان شائع ہونے شروع ہو گئے ہیں +

چنانچہ پشاور کی ۹ ر جون کی حسب ذیل خبر اخبارات میں شائع ہوئی ہے۔

"امان اللہ خان کے متعلق اگرچہ یہ مشہور تھا کہ اس نے خونریزی کو روکنے کیلئے تخت خالی کیا۔ اور پھر ملک کو چھوڑا۔ مگر واقعات اسکے بالکل برعکس ہیں۔ اسکی اب بھی یہی خواہش ہے کہ وہ تخت افغانستان حاصل کرے۔ اور اگر خود کامیاب نہ ہوسکے۔ تو کم از کم اپنے بھائی یا بیٹوں میں سے کسی کو بٹھا دیکھے" (پرتاپ ۱۳ جون)

تخت پر متمکن رہنے والے کے لئے پھر تخت حاصل کرنیکی خواہش بالکل قدرتی امر ہے اور امان اللہ خان سے "انتہائی عقیدت" رکھنے والوں کو بھی اس کا انکار نہیں کرنا چاہیئے۔ بلکہ اسے اپنی عقیدت کی اساس قرار دے لینا چاہیئے۔ کیونکہ یہ تو ممکن ہے افغانستان خانہ جنگی سے نجات پا جائے کہ ہمیشہ کیلئے خانہ جنگی نہ جاری رہ سکتی ہے۔ اور نہ جاری رکھی جا سکتی ہے۔ پھر یہ بھی ممکن ہے۔ افغانستان کسی قابل بادشاہ کے ہاتھ پر متحدہ بیعت کرلے کیونکہ جو سرزمین امان اللہ خان کا سا قابل بادشاہ پیدا کر سکتی ہے۔ وہ ایسا ہی اور بادشاہ بھی پیش کر سکتی ہے۔ لیکن یہ ممکن نہیں جیسے جی "تخت شاہی سے دست بردار" ہونیوالے کے دل سے تخت حاصل کرنیکی "خواہش" نکل سکے۔ اس صورت میں خواہ افغانستان کسی قابل بادشاہ کے ہاتھ پر متحدہ بیعت کرلے۔ تو بھی تمام عمر "آئینی اعتبار سے امان اللہ خان غازی بادشاہ افغانستان ہی کہلائیں گے"۔

امان اللہ خان کے ناداں دوست "زمیندار" کے برادر خورد "ٹوڈی" کے لئے جب خود شائع کردہ ایک احمدی کے رؤیا کی تغلیط کا یارا نہ رہا تو دل بہلا دے کے لئے اسے ایک ایسی افواہ کا سہارا لینا پڑا جس میں اسے خود بھی شائبہ صداقت نظر نہ آیا۔ چنانچہ لکھا:۔

"آپ اپنی پیشگوئی پر ہنوز نازاں نہ ہوں۔ اگر وہ خبر سچ ہے۔ جو "زمیندار" کی عنایت کے صدقہ میں کسی دوسری جگہ درج ہے۔ تو قادیانیوں کا ممدوح بچہ سقہ گرفتار ہو چکا ہے"

لیکن "بچہ سقہ" کے گرفتار ہونے پر ہی کیوں اکتفا کیا گیا "زمیندار" کی عنایت کے صدقے میں" تو بچہ سقہ کے مارے جانیکی خبر بھی مل سکتی تھی وہی کیوں نہ پیش کر دیگئی۔ لیکن کیا ایسی جھوٹی افواہوں سے اس رؤیا پر پردہ پڑ سکتا ہے +

"زمیندار" کی اس بے شرمی اور بیحیائی کے کیا کہنے۔ کہ جس پرچہ میں اس نے اپنے خلاف "بہتان طرازیاں اور افترا پردازیاں" ہیڈنگ دے کر رونا رویا۔ اور ٹسوے بہائے ہیں۔ اسی میں یہ بیہودہ سرائی بھی کی ہے۔ کہ امام جماعت احمدیہ کے "حرم ثانی" کے لئے پیرس سے دو جوتے منگولے گئے ہیں جن میں سے ایک کی قیمت ۱۳۰ روپے ہے اور دوسرے کی ۱۴۰ روپے

اس کے متعلق ہم "زمیندار" کو اسکے اپنے ہی الفاظ میں مخاطب کرنے کے سوا کچھ نہیں کہنا چاہتے +

"زمیندار" کو اگر خدا اور رسول کی شرم ہوتی تو ہم اس سے کہتے کہ وہ اس قسم کی گھناؤنی دروغ بافیاں کرکے اپنے اوراق اور اپنا نامہ اعمال سیاہ نہ کرے لیکن جن لوگوں کے نزدیک صحافت غلط بیانی۔ دروغ بافی اور اتہام طرازی کا نام ہو۔ ان سے اس قسم کی درخواست کرنیسے کیا نتیجہ نکل سکتا ہے البتہ مسلمانان ہندوستان سے بالعموم اور اسلامیان پنجاب سے بالخصوص ہمیں یہ درخواست کرنیکا حق ہے کہ وہ از برائے خدا زمیندار سے دریافت کریں۔ کہ کیا تحفظ حقوق مسلمین کی صرف یہی صورت ہے کہ جماعت احمدیہ کے خلاف ہر ناپاک سے ناپاک جھوٹ بولنا جائز سمجھا جائے" +

41

۲ جون کے جلسوں کے متعلق مسلم اخبارات کی آراء

اخبار "تعمیر" فیض آباد

(۱۴ جون ۱۹۲۹ء)

یہ خبر ہمارے لئے کس قدر باعث شرم ہے۔ کہ حضور سرور کائنات صلعم کے ذکر فضائل کے جلسہ کے روکنے والے خود مسلمان ہوں۔

۲ جون ۱۹۲۹ء کے لئے جو اعلان شائع ہوا تھا۔ کہ سبزی منڈی فیض آباد میں مسلمانان فیض آباد کا ایک عام جلسہ ہوگا۔ اسے کچھ نام نہاد مسلمانوں نے روکنا چاہا تھا۔ کیا مسلمانوں کی ہستی اب باقی نہیں رہنے والی ہے۔ جو اپنے نبی کی میلاد کو بند کرانا چاہتے ہیں۔ نہایت افسوس ہے کہ چند نیک نہاد جو اپنے کو مسلمانوں کا "ان نہ ماں میں نیر ایمان" لیڈر سمجھتے ہیں۔ اور جن کے نام اس اشتہار میں شائع نہیں ہوئے تھے صرف اپنے ذاتی نام و نمود کے لئے اس جلسہ کی مخالفت پر آمادہ ہو گئے ان کے اس فعل سے فیض آباد کے مسلمانوں کے دامن پر ایک بدنما دھبہ لگ گیا۔ حنفی ہو یا وہابی شیعہ ہوں یا سنی۔ مقلد ہوں یا غیر مقلد۔ قادیانی ہوں یا اہلحدیث۔ باطنیہ ہوں یا معتزلہ۔ سب کا فرض ہے کہ وہ اپنے نبی کے اوصاف عوام کو سنائیں۔ اور اسلام کی خوبیوں کو دوسری اقوام و مذاہب کے سامنے پیش کریں۔ افسوس ہے کہ وہ جلسہ سبزی منڈی میں منعقد نہ ہو سکا۔ بلکہ بعض آریہ صاحبان نے اپنی دکانوں کے سامنے انعقاد جلسہ کی اجازت دی۔ یہ واقعہ اس سے بھی زیادہ الم انگیز ہے کیا تنگ نظری اور تعصب کی یہ شرمناک مثال اس قابل نہیں ہے کہ اس پر اظہار افسوس کیا جائے۔ خدا مسلمانوں کو یہ توفیق عطا کرے کہ ملت کی شیرازہ بندی کا فائدہ محسوس کریں ؛

اخبار "مدینہ" بجنور

(۹ جون ۱۹۲۹ء)

فدائیان رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے یہ امر بیحد مسرت کا موجب ہے۔ کہ امسال ہندوستان کے مختلف مقامات پر حضور صلعم کی سیرت بیان کرنے کے لئے ...... بڑے بڑے جلسے منعقد کئے گئے جن میں مسلموں اور غیر مسلموں کے سامنے حضور کے اسوہ حسنہ اور اس الٰہی تعلیم کو جو خدائے واحد و قدوس نے حضور کے ذریعہ سے بنی نوع انسان کو پہونچائی تھی پیش کیا گیا۔

ان جلسوں سے دنیا کے ایک عظیم ترین انسان کی یادگار منانے کے علاوہ جو دیگر مفید نتائج مترتب ہوتے ہیں۔ ان کی افادیت میں کوئی شبہ نہیں کیا جا سکتا۔

ان کروڑوں غیر مسلموں کو جو اسلامی تعلیم سے ناواقف اور متعصب غیر مسلم مبلغین کے زہریلے پروپیگنڈے سے گمراہ ہو جاتے ہیں اسلام کی حقیقی تعلیمات اور حضور روحی فداہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاک اور اعلیٰ زندگی سے واقف کرنے کا اس سے بہتر اور کیا ذریعہ ہو سکتا ہے کہ دین حنیف کے حلقہ بگوش ہر سال اس قسم کے جلسے منعقد کر کے دنیا کو اسلام کا پیغام پہونچائیں۔

علاوہ ازیں مختلف ادیان و مذاہب کے ماننے والوں کے باہمی اتحاد و اتفاق کے لئے بھی یہ بہت ضروری ہے۔ کہ وہ ایک دوسرے کے مذاہب کی صحیح معلومات و واقفیت حاصل کریں۔ تاکہ موجودہ مذہبی منافرت اور عدم رواداری دور ہو۔ اور قلب انسانی میں حقوق اللہ اور حقوق العباد کے احترام کا جذبہ پیدا ہو جائے ؛

اخبار "محسن" ملتان

(۶ جون ۱۹۲۹ء)

حسب اعلان امام جماعت احمدیہ ۲ جون کو ہندوستان بھر میں جلسے ہوئے۔ اور باوجود چند مخالفت کنندگان کی مخالفت کے کامیاب بھی ہوئے۔ اسی ضمن میں ملتان کی احمدیہ جماعت نے بھی اعلان کیا کہ زیر صدارت حضرت حاجی مخدوم سید محمد صدر الدین شاہ صاحب گیلانی کے جلسہ ہوگا۔ اشتہارات تقسیم کرائے گئے۔ منادی ہوئی۔ مگر چودھویں صدی کے وہ علماء جن کو تفرقہ اور افترا پردازی میں خاص شغف ہے۔ اس موقع پر کب چپ بیٹھ سکتے تھے۔ ان کی رگ حمیت جوش میں آئی۔ اور ایک اعلان ان فوجداران اسلام نے شائع کرا دیا۔ جس کا عنوان یہ تھا۔ "شامل نہ ہونے جلسہ مرزائیاں کے متعلق علمائے کرام ملتان کا فتوے"۔

اوّل تو عنوان ہی اس بات کا شاہد ہے۔ کہ یہ ایک مولوی صاحب کا کام نہیں۔ بلکہ اس عنوان کی ادبی خوبیوں میں بڑے بڑے جغادری علمائے کرام ملتان نے حسب مقدور بہت بڑھ کر پیر مارے ہیں جن میں سے اکثر ادیب بھی ہونگے۔ اہل قلم بھی مصنف بھی اور مکفر نکافر گر بھی۔

اشتہار کی عبارت (عنوان کو چھوڑ کر) ایک ایک لفظ دریائے فصاحت کی جان معلوم ہوتا ہے۔ مثلاً ایک جگہ ارشاد ہوتا ہے۔ "اپنے جال میں اس آڑ پر جہلا کو پھانسا" واقعی یہ فقرہ بلاغت کی روح رواں ہے کسی نے سچ کہا ہے۔ کہ ؎

گر ہمیں مکتب است و ایں ملا
کار طفلاں تمام خواہد شد

اگر ہمارے علمائے کرام اسی قابلیت اور فضیلت کا ثبوت بہم پہنچاتے رہے۔ تو وہ دن دور نہیں۔ جب علم و فضل کا دیوالہ نکل جائیگا اور تفرقہ بازی و حرام سے زمین ناپرس ہو کے رہ جائیگا۔ ان گوناگون ادبی خوبیوں کے باوجود اس اشتہار میں دروغ بافی کو ہاتھ سے جانے نہیں دیا گیا۔ یعنی اس میں بخط جلی تحریر تھا۔ کہ "حضرت مخدوم صاحب گیلانی کی صدارت کا غلط اعلان کر کے عوام کو دھوکا دیا گیا ہے۔ حضرت مخدوم صاحب گیلانی جلسہ مرزائیہ میں نہ شامل ہونگے نہ صدارت فرمائینگے" گیا خوب جلسہ ہوا اور ابتداء جلسہ میں حضرت مخدوم صاحب ممدوح کا پیغام سید زین العابدین شاہ صاحب گیلانی نے سٹیج پر کھڑے ہو کر حاضرین کو بایں الفاظ سنایا کہ حضرت مخدوم صاحب قبلہ ایک اشد اور ضروری کام کی وجہ سے باہر تشریف لے گئے ہوئے ہیں۔ اور وہ اس وقت ملتان سے باہر ہیں۔ لہذا مجبوراً صدارت جلسہ نہیں فرما سکے یہ وہ اعلان تھا۔ جس سے حضرات علمائے کرام ملتان کا اخلاقی پہلو عیاں ہو کر رہ گیا۔ اور ان کے فتوے کی دھجیاں فضائے آسمان میں بکھر کر رہ گئیں ؛

قوم کو دھوکا و فریب دینا بھی ایک خاص پیشہ ہے۔ اور علمائے کرام ملتان (اشتہار دہندگان) کو اب سمجھ میں آگیا ہوگا۔ کہ وہ باوجود حاجی مولوی ہونے کے بھی ابھی اس کام میں خام اور خام محض ہیں ہم نے علمائے کرام ملتان کی تشریح خطوط وحدانی میں اس لئے کر دی ہے کہ چند بے اصول ملاں جن کا گزارہ محض مولود خوانی یا کسی بڑے آدمی کی حاشیہ نشینی پر موقوف ہے۔ دل میں سوچیں اور اصول کی کھلی ہوئی توہین سے سبق سیکھیں۔ کہ ان کے فتوے کا اثر یہ ہوا۔ کہ جلسہ گاہ میں ہزاروں کلمہ گو موجود تھے۔ جنہوں نے کانوں سے سن لیا آنکھوں سے دیکھ لیا۔ کہ جو اشتہار ان توحید کے دعویداروں نے دیا تھا۔ وہ کس قدر لغو اور بے ثبات ہوا۔ صدارت خان بہادر سید حسن بخش صاحب گردیزی نے فرمائی اور لیکچراروں نے کوئی نمائش مرزائیت کا مظاہرہ نہیں کیا۔ بلکہ حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مطہرہ کے بیان کے ماسوا ایک لفظ بھی نہیں کہا گیا۔

مزے کی بات یہ ہے۔ کہ جب چند بے اصول ملاؤں نے اپنی خرافات کی پوٹ یعنی اشتہار شائع کیا اور زمین سے ایک شور اٹھا مضمون غلط۔ ردیف غلط قافیہ غلط۔ تو ایک دوسرے سے دست و گریبان ہو رہا تھا۔ وہ کہتا تھا کہ مضمون تیرا لکھا ہوا ہے دوسرا کہتا تھا۔ کہ نہیں تیرا لکھا ہوا ہے۔ اور تبیر العنت اللہ علی الکاذبین کی رٹ لگا کر اپنی بریت ثابت کر رہا تھا غرضیکہ دو ایک دن آپس میں جوتیوں میں دال بٹتی رہی سچ ہے کسی شاعر نے کہا ہے ؎

رند میکش سے لڑ پڑا زاہد۔ یہ بھی آڑو ہے وہ بھی آڑو ہے۔

ان اشتہار دینے والوں کو بے اصول اسواسطے لکھا گیا ہے کہ اگر ان کا کوئی خاص اصول ہوتا۔ تو نہ پچھلے سال جلسہ میں شرکت کرتے اور نہ ہی اس سال۔ جیسے کہ مفتی مولانا عبد العلیم صاحب قبلہ و مولانا مولوی حسین بخش صاحب و مولوی عبد الحق صاحب وغیرہم صاحبان نہ تو پچھلے سال شریک جلسہ ہوئے اور نہ ہی اس سال عجب بوالعجبی ہے۔ کہ جس جلسے میں پچھلے سال شامل ہونا باعث ثواب تھا۔ بیک جنبش قلم اس سال اس میں شامل ہونیوالا آج کیوں گردن زدنی اور کشتنی ہو گیا۔ کیا پچھلے سال اس جلسہ میں شریک ہونیوالے شرکت کرنیوالے علمائے کرام اپنے اپنے گریبانوں میں منہ ڈالکر عرق ندامت سے تر بتر ہونیکی کوشش کرینگے۔ ان ستم ظریفوں سے خدا سمجھے کہ سارے بھرے ملتان میں انہیں کوئی منتظم بھی ایسا نہ ملا جو ان کو اردو میں ایک اشتہار ہی صحیح لکھ دیتا۔ دور جانیکی ضرورت نہیں حاجی مولوی برخوردار صاحب کی ایک اردو کی کتاب کے "مسودے میں چھپوانے سے پہلے انکی نظر سے گزارا ہوتا۔ خیر جو بھی اس اشتہار سے حاصل ہوئی ہے۔ اس کے واسطے ہمارے دل میں

ان لوگوں کے لئے جذبہ ہمدردی موجود ہے اور دعا ہے۔ کہ رب العزت ان لوگوں کو دورنگی چالوں سے باز رہنے کی توفیق دے اور ان لوگوں کو ان کے ...... سے محفوظ رکھے :۔

اخبار "سیاست" لاہور

(۸ رجون ۱۹۲۹ء)

گذشتہ سال قادیان سے یہ آواز بلند ہوئی۔ کہ باعث موجودات و مفتخر کائنات نبینا و مولانا و مرشدنا و ہادینا احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت پر ہر سال ایک مقررہ دن پر تمام مقامات ہند میں جلسے ہوا کریں۔ اگر ہماری یاد غلطی نہیں کرتی۔ تو گذشتہ سال ۱۷ رجون کو یہ جلسے ہوئے تھے۔ اسی زمانہ میں یہ آواز بلند ہوئی تھی۔ کہ قادیانی جماعت کا حقیقی مقصد یہ ہے۔ کہ غیر قادیانی مسلمانوں سے چندہ جمع کرکے ان میں اپنے عقائد کی تبلیغ کرے۔ اب کے پھر قادیان سے تحریک پیدا ہوئی کہ ۲ رجون کے روز جلسے کرو۔ لاہور کے قادیانی حضرات نے بھی کوشش کی۔ کہ یہاں بھی جلسہ ہو جائے۔ وہ مختلف آدمیوں سے ملے اور ان سے جلسہ کے اشتہار پر دستخط لئے۔ حاضری کا وعدہ لیا۔ اور تقریر کی دعوت دی۔ سر میاں محمد شفیع کو صدارت پیش کی گئی۔ جو انہوں نے قبول کی یہی لوگ گدائے لم یزل کے پاس بھی گئے۔ ہندو مسلم اتحاد کے اس حامی کو گوارا نہ ہوا کہ قادیانی مسلمانوں کے ساتھ اتحاد عمل کرے۔ اگرچہ ہندوؤں سے اتحاد عمل کرے۔ کیونکہ ہندوؤں سے اتحاد عمل کی دعوت نہرو رپورٹ پر مبنی ہے۔ جو مسلمانوں کے لئے زہر قاتل کا حکم رکھتی ہے اور قادیانی دعوت اتحاد عمل رسول خدا (فداہ روحی) کے اسوہ حسنہ کی تبلیغ پر مبنی تھی۔

سیاست کو قادیان کے عقائد سے شدید اختلافات ہیں اور دنیا معترف ہے۔ کہ جب کبھی اختلاف عقائد کا سوال پیدا ہوا سیاست قادیان کی مخالفت میں پیش پیش رہا۔ اور رہے گا۔ لیکن مخالفت اور عناد میں فرق ہے۔ گدائے لم یزل کو جب یہ معلوم ہوا۔ کہ سر شفیع صدر جلسہ ہوں گے۔ تو اس کی کژدم نواز طبیعت میں ہیجان پیدا ہوا اور وہ کف بھر لایا۔ اور کہنے لگا۔ کہ میں ان لوگوں کے ساتھ اتحاد عمل نہیں کر سکتا۔ جو آپ کے ہاں صدر ہونگے اس کے بعد اس نے جلسہ کی مخالفت شروع کی۔ اور کمینوں اور بزدلوں کی طرح اصل وجہ عناد کو ظاہر نہ کیا۔ یعنی یہ کہ جلسہ کے صدر سر شفیع اور مقربین نہرو رپورٹ کے مخالف مسلمان ہوں گے۔ اس نے قادیانیوں کو یہود سے تشبیہ دی۔ حالانکہ یہود بھی بت پرستوں سے بہتر ہیں۔ اور یہ شخص بت پرستوں کے اتحاد کا حامی ہوتے ہوئے یہود سے اتحاد عمل کی مخالفت نہیں کر سکتا۔ لیکن اس کا طریق کار کبھی کسی طریق کا پابند نہیں ہوا۔ اور نہ ہوگا۔ اس نے مسلمانوں سے کہنا شروع کیا۔ کہ یہ لوگ چندہ لینے آتے ہیں حالانکہ حقیقت یہ ہے۔ کہ گذشتہ سال یا اب کے کسی جلسہ میں کوئی چندہ نہیں ہوا۔ اور نہ طلب کیا گیا۔

گدائے لم یزل نے مخالفت کی ایک اور وجہ یہ بیان کی۔ کہ ۲ رجون کو جلسے ہونے والے ہیں۔ اور یہی شہنشاہ جارج پنجم کا جنم دن ہے اس کا مطلب یہ تھا۔ کہ قادیانی جماعت اسلام دوستی کے پردے میں مسلمانوں کو خوشامد کی تعلیم دیتی ہے۔ لیکن یہ الزام غلط اور کمینہ تھا۔ طول و عرض ہند میں جلسے ہوئے۔ اور کہیں سے یہ خبر نہیں آئی کہ ان جلسوں میں ملک معظم کا نام لیا گیا۔ یا ان کے جنم دن کا ذکر آیا گدائے لم یزل بھول گیا۔ کہ یہی شہنشاہ جارج وہ ہیں۔ جن کی صفت وثنا میں اس نے قصیدے لکھے۔ جو مشہور خلائق ہیں۔ لیکن شہدوں کا قاعدہ ہی یہ ہے۔ کہ وہ گناہ خود کرتے ہیں۔ اس کا الزام دوسروں کو دیتے ہیں :۔

لیکن جہاں یہ ایک حقیقت ہے۔ کہ ۲ رجون کے جلسوں میں قادیانی جماعت نے شہنشاہ معظم کا نام تک نہیں لیا۔ وہاں یہ بھی ایک صداقت ہے۔ کہ خود گدائے لم یزل کے چیتھڑے زمیندار نے اس دن تعطیل منائی۔ اب مسلمان خود فیصلہ کریں۔ کہ اس منافق نے ان کو دھوکا دیا۔ کہ نہیں۔ یعنی جس جلسہ کو شہنشاہ کی سالگرہ سے کوئی تعلق نہ تھا۔ اس کو تو اس نے خوشامد پرستی ظاہر کرکے بدنام کیا۔ اور خود تعطیل منا کر حکومت کے روبرو اپنی عقیدہ تمندی کا ثبوت پیش کیا۔

اگر جلسوں کی کامیابی اور تعداد کو دیکھا جائے تو تسلیم کرنا پڑیگا کہ زمیندار کے سفیہانہ پروپاگنڈہ کی آواز بالکل صدا بصحرا ثابت ہوئی طول و عرض ہند کے جلسوں میں سے صرف تین مقامات پر خرابی پیدا ہوئی۔ یعنی (اول) کہا جاتا ہے کہ انبالہ میں جلسہ ہی نہیں ہو سکا۔ لیکن جمعیت تبلیغ اسلام کی سعی مشکور کا نتیجہ تھا۔ جس کا اختلاف دیانت اور عقائد پر مبنی ہے۔ اور جس کی ہم عزت کرتے ہیں (دوم) لاہور میں سر شفیع صدارت جلسہ چھوڑنے پر مجبور ہوئے اس لئے کہ وہ اسی شب کو شملہ تشریف لے جا رہے تھے۔ جب وہ موٹر پر سوار ہوئے۔ تو چند غنڈوں نے "ٹوڈی" "ٹوڈی" کے آوازے کسے۔ ہر شریف آدمی اپنی عزت سے ڈرتا ہے۔ اور یہ لفنگے سمجھتے ہیں کہ ہمسے خم کھاتا ہے۔ سر شفیع چپکے سے چلے گئے انکے بعد جب چودہری ظفر اللہ خان صاحب بیرسٹر ایٹ لا تقریر فرما رہے تھے۔ تو انہی غنڈوں میں سے ایک نے ٹوکا صاحب صدر نے اس مداخلت بیجا کی اجازت نہ دی۔ مگر وہ بدمعاش کب چپ کرنے والا تھا۔ پھر بولا اس پر پولیس کے ایک افسر نے اسکے قریب جا کر اسکو روکا۔ اب اس لفنگے کی تمام شجاعت کرکری ہو گئی۔ اور صدر کا باعزت حکم ٹھکرا نیوالا پولیس کی وردی دیکھکر خاموش ہو گیا لعنت ہے اس جرأت پر۔ مناسب یہ تھا۔ کہ وہ پولیس سے نہ ڈرتا اور صدر صاحب سے خم کھاتا جنکو اسوقت حاضرین نے اپنا سردار منتخب کر رکھا تھا لیکن سب سے زیادہ اندوہناک مداخلت پشاور میں رونما ہوئی۔ پشاور لاہور سے بہت دور ہے اور وہاں کے نوجوان اس حقیقت سے آگاہ نہیں کہ گدائے لم یزل کی مخالفت و موافقت کبھی فی سبیل اللہ نہیں ہوئی۔ بلکہ ذاتی اغراض پر مبنی ہوتی ہے انہوں نے اس کی شریرانہ تحریروں سے متاثر ہو کر جلسہ میں گدھے چھوڑ دیئے اور اس طرح پشاور کے ماتھے پر کلنگ کا ٹیکہ لگا دیا (نہیں نہیں صرف اپنے ہی نہیں)

بلکہ انہوں نے اپنے ہادی و رہنما (فداہ ابی) کی یاد کے جلسے کو برباد کرکے اپنے نامۂ اعمال کو سیاہ کر دیا۔ اور مخالفین کو یہ کہنے کا موقع دیا کہ مسلمان سچے دل سے رسول اللہ صلعم کی قدر نہیں کرتے۔ ہمیں یقین ہے۔ کہ اس شرارت کے ذمہ دار چند جاہل لونڈے ہوں گے ہماری دعا ہے کہ خداوند کریم انہیں توبہ کی توفیق عطا فرمادے آمین۔

اخبار صحیفہ حیدرآباد دکن

(۳ رجون ۱۹۲۹ء)

کل شام مرزا فیاض علی خاں صاحب مرحوم کی کوٹھی میں جلسہ یوم النبی بہ صدارت نواب صدر یار جنگ بہادر صدر الصدور سرکار عالی منعقد ہوا۔ بعد مغرب کارروائی کا آغاز ہوا مشہور نعت خواں حبیب اللہ صاحب نے نعتیہ نظم سنائی۔ بعد ازاں حافظ محمد عبد العلی صاحب وکیل نے اس عنوان پر تقریر کی کہ حضرت رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا تعامل اغیار کے ساتھ کیا تھا۔ ان کے بعد مشہور پنجابی شاعر دلورام صاحب کوثری نے اپنی طبع زاد نظم نعتیہ سنا کر خوب داد لی۔ بعد ازاں لکشمی نرسیا صاحب بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی وکیل درجہ اول نے آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے محاسن اخلاق پر نہایت درجہ پرمعنی و برجستہ تقریر کی جس کیلئے حاضرین جلسہ ان کے ممنون ہوئے۔ باوجود اس کے کہ وہ ملت اسلامیہ سے تعلق نہیں رکھتے ہیں۔ پھر بھی بانی اسلام کے اخلاق و تعلیم کے ساتھ انہیں دلچسپی ہے۔

بعد ازاں بہادر خاں صاحب خلف نواب نصیب یار جنگ بہادر مرحوم نے بہت شستہ و برجستہ تقریر میں اس امر پر روشنی ڈالی کہ حضرت نبی کریم علیہ السلام کا دشمنوں کے ساتھ کس طرح پیش آتے تھے۔ ان کے بعد سید حسین صاحب مبلغ جماعت احمدیہ نے تلنگی میں تقریر کی۔ اور دوران تقریر میں اپنی طبع زاد تلنگی نظم سنائیں۔

ان کے بعد سید بشارت احمد صاحب وکیل نے بہ حیثیت سیکرٹری انجمن احمدیہ جس کے زیر اہتمام جلسہ کا انعقاد ہوا تھا۔ بیان کیا کہ سال گذشتہ اسی مقام پر ۱۷ رجون کو ہم نے جلسہ یوم النبی منعقد کیا تھا۔ اور آج بھی اسی مقام پر اسی تہنیتہ مجتمع ہوئے ہیں۔ اس قسم کے جلسوں کے انعقاد کی غرض و غائت بیان کر دینی مناسب ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ میلاد النبی کے جلسے جس آب و تاب کے ساتھ حیدرآباد میں ہوتے ہیں اس قسم کے جلسے میں اپنے تجربہ کے لحاظ سے کہہ سکتا ہوں۔ کہ ہندوستان میں کہیں بھی نہیں ہوتے ہوں گے۔ اس ضمن میں ہم کو اعتراف کرنا چاہئیے کہ ان جلسوں کی رونق و شوکت بڑھانے میں ہمارے عنایت فرما محترم جناب میر مصاحب علی صاحب نے ایسی جدوجہد کی کہ جس کی نظیر نہیں ملتی یہ جلسے ہر چند ہم ماہ میلاد میں منعقد کرتے ہیں۔ اور ان جلسوں کے مزید جلسوں کی ضرورت باقی نہیں رہی لیکن ایک خاص پہلو ہے جس کی بناء پر اس قسم کے جلسے تمام ہندوستان بلکہ بیرون ہند انگلستان یا فرانس یا جرمن افریقہ میں ایک ہی تاریخ منعقد کئے جاتے ہیں۔ تاکہ ہم ان اقوام کو تعلیم محمدی سے واقفیت پیدا کرنے کا موقع دیں۔ چنانچہ سال گذشتہ ۱۷ رجون کو اس قسم کے جلسے چودہ سو کی تعداد میں منعقد ہوئے تھے جن میں چار ہزار کے قریب مقرروں نے ایک ہی وقت ایک ہی دن میں حصہ لیا تھا۔ اس کے سوا انہوں نے سیرت نبوی پر جو انعامی مضامین لکھوائے تھے۔ ان کی نسبت آپ صاحبوں کو یہ معلوم کرنا باعث مسرت ہوگا کہ تمام مضامین میں سب سے بہتر درجہ اول کا مضمون جو قابل انعام قرار پایا وہ دہلی کے آنریری مجسٹریٹ کا تھا۔ جن کو مذہباً اسلام سے تعلق نہیں ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ انہوں نے اسلام و بانی اسلام کے حالات و خصوصیات سے اتنا زیادہ علم حاصل کر لیا جس کی بناء پر وہ ایسا

آہ! روشن دل روشن علیؓ

اذکروا موتاکم بالخیر

(از جناب میر محمد اسحٰق صاحب)

حضرت حافظ روشن علی صاحب رضی اللہ عنہ کا ۲۳ جون ۱۹۲۹ء کی شام کو مغرب کے وقت انتقال ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ دسمبر ۱۹۲۸ء میں فالج سے بیمار ہوئے جس سے گذشتہ چند دنوں میں افاقہ ہو گیا تھا۔ مگر جس روز حضرت صاحب کشمیر تشریف لے گئے ہیں۔ اس سے دوسرے روز ہچش کا سخت حملہ ہوا۔ جسے آپ برداشت نہ کر سکے۔ اور آٹھ روز کے بعد آپ کا انتقال ہو گیا۔ وفات کے دن باوجود نزع کے شروع ہو جانے کے پورے ہوش اور استقلال سے بعض باتوں کی وصیت فرمائی اور باوجود سخت اضطراب اور سکرات الموت کی سختی کے نہایت صبر و تحمل سے صاف طور پر عیادت کو آنے والے احباب کو فرمایا کہ آج شام تک میری زندگی کا خاتمہ ہو جائے گا۔ بعض رونے والے رشتہ داروں کو رونے سے منع کیا۔ حافظ صاحب مرحوم کی عمر ۴۸ سال کے قریب تھی۔ آپ رنمل ضلع گوجرات کے مشہور رئیس کے خاندان میں سے تھے۔ آپ کے بھائی ڈاکٹر رحمت علی صاحب مرحوم اپنے خاندان میں سب سے پہلے احمدی ہوئے۔ ان کی تحریک و تبلیغ سے باقی تینوں بھائی بھی حلقہ بگوش احمدیت ہو گئے۔

حافظ صاحب قرآن حفظ کرنے کے فالج ۱۹۰۰ء میں قادیان آئے۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ سے تمام دینی اور عربی علوم کی تحصیل کی۔ آپ کا حافظہ بے نظیر تھا۔ صفحوں کے صفحے صرف ایک دفعہ سنکر قریباً دوبارہ سنا سکتے تھے۔ آپ کو بلا مبالغہ ہزاروں شعر عربی کے حفظ تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قصائد کے قصائد زبانی سُنا دیتے تھے۔ آپ کی صرف ایک آنکھ میں بینائی تھی۔ مگر کتاب نہ پڑھ سکتے تھے۔ اس لئے تمام علوم محض سن کر تحصیل کئے۔ آپ نہایت خوش آواز قاری تھے یہاں تک کہ غیر احمدی بھی ہمارے تبلیغی جلسوں میں آپ کی آواز سے مسحور ہو جاتے تھے۔ آپ کا ذہن نہایت صاف تھا۔ عربی کے تمام مروجہ علوم میں آپ کامل تھے۔ اور بلا شبہ نور الدین اعظم کے شاگرد اعظم تھے۔ آپ نہایت زندہ دل واقعہ ہوئے تھے۔ جس مجلس میں آپ ہوتے۔ ہر مذاق کے لوگ آپ کی باتوں سے محظوظ ہوتے۔ کسی مذہب و ملت کا آدمی ہو۔ اس سے نہایت عمدگی سے گفتگو فرما سکتے تھے۔ گفتگو نہایت مدلل فرماتے۔ استدلال نہایت وزندار ہوتا۔ آپ جو مضمون لکھاتے۔ نہایت مفید معلومات سے پُر ہوتا تھا۔ تقریر میں آپ احمدی جماعت میں بلا استثنا سب سے نمایاں حیثیت رکھتے تھے۔ بلا مبالغہ آپ نے ہزاروں تقریریں فرمائیں۔ سینکڑوں مباحثے کئے۔ بیسیوں دفعہ خدا کی بزرگ کتاب کا پورا درس دیا۔ ہزاروں لوگ آپ کے علم سے مستفید ہونے والے ہیں۔ برسوں تک ہر رمضان میں شدید گرمیوں میں روزہ رکھ کر آپ ایک پارہ کا روزانہ درس دیتے رہے۔ اور وہ بھی اس طرح کہ پہلے پارہ پڑھ لیا کرتے۔ پھر بلا تامل ترجمہ بیان کرتے۔ پھر ضروری مطالب بیان فرماتے۔ قرآن مجید کے قریباً سب سے زیادہ عالم تھے۔ اور صرف عالم ہی نہیں۔ بلکہ نہایت متقی اور باعمل عالم تھے۔ آپ کا کیریکٹر قابل نمونہ اور ملامت اور اعتراض کے دھبوں سے صاف تھا وذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء۔

آپ سے بہت لوگ اپنے خانگی معاملات میں مشورہ لیتے۔ اور آپ پوری توجہ سے نہایت صائب مشورہ دیتے تھے۔ بیسیوں لوگوں کے تنازعات آپ نے دور فرمائے۔ آپ کو خدا نے قبولیت بھی عطا فرمائی تھی۔ سب احمدی بچے۔ جوان۔ بوڑھے آپ سے محبت رکھتے تھے۔ اور دل و زبان سے آپ کی خوبیوں کے قائل تھے۔ آپ نہایت بے شر تھے۔ کسی سے جھگڑا نہ تھا۔ طبیعت نہایت مستغنی۔ کسی سے لالچ نہ تھا۔ آپ وجیہ اور بارعب تھے۔ آپ پر رویائے صالحہ اور کشف کا دروازہ بھی کئی مرتبہ کھولا گیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت نور الدین اعظم کو چھوڑ کر سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تاریخ میں مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم کی وفات کے بعد کوئی حادثہ حافظ صاحب مرحوم کی وفات کے حادثہ جیسا نہیں ہوا۔ آپ نے ہندوستان کے قریباً تمام علاقوں میں تبلیغی دورے کئے۔ ہندوستان کے علاوہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کے ہمراہ آپ شام و مصر اور ممالک یورپ بھی ہو آئے تھے۔ ملک شام میں آپ کی تقریروں اور مباحثوں کی دھوم مچ گئی تھی۔ آپ سلسلہ عالیہ کے مفتی تھے۔ قاضی بھی رہے ہیں عزیز مکرم مولوی جلال الدین صاحب و عزیزم مولوی اللہ دتا صاحب اور دوسرے نوجوان مبلغین آپ کی تعلیم و تربیت کے رہین منت ہیں۔ آپ نہ صرف خود عالم و مبلغ تھے۔ بلکہ عالم و مبلغ گر بھی تھے۔

آج کل آپ جامعہ احمدیہ کے پروفیسر تھے۔ میں نے آپ سا ذہین حافظ اور قادر الکلام کوئی نہیں دیکھا۔ میں اپنی ذاتی رائے کے اظہار کے طور پر کہہ سکتا ہوں کہ آپ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے سب سے بڑے عالم تھے آپ وقت کے بڑے پابند تھے۔ باقاعدہ گھڑی رکھتے اور ہر کام کے موقعہ پر گھڑی دیکھتے۔ باوجود انگریزی دان نہ ہونے کے پھر انگریزی خوانوں کے مذاق کے مطابق ان سے گفتگو نہایت عمدگی سے کرتے تھے ۱۹۱۴ء کے اختلاف کے موقعہ پر بہت سی روحوں کے حق پر قائم رہنے کا ثواب خدا چاہے تو آپ کو ہوگا۔ آپ مذہبی میدان میں غیر مبایع۔ غیر احمدی۔ آریہ۔ سکھ۔ عیسائی اور سناتنی غرض ہر مذہب کے لوگوں سے گفتگو اور مباحثہ کر سکتے تھے۔ اور یہ خوبی حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفاء کے سوا اور کسی میں میں نے نہیں دیکھی آپ کا درس قرآن اور وعظ بے نظیر ہوتا تھا۔ سفر میں آپ بہت نرم اور با اخلاق رہتے۔ آپ کے ہمراہی آپ سے خوش رہتے اور آپ باوجود معذور ہونے کے نہایت چوکس رہ کر سفر کرتے۔ ریل کے ٹائم ٹیبل اور بہت سے ریلوے قواعد سے آپ واقف تھے۔ آپ انگریزی قطعاً نہ پڑھے ہوئے تھے مگر گفتگو میں جو لفظ انگریزی استعمال کرتے۔ وہ ٹھیک طور پر کرتے۔ انگریزی خوانوں کا مضحکہ نہ بنتے سنا ہے کہ ولایت میں آپ انگریزی کے ایک دو لفظ اور دو تین ہاتھ کے اشاروں کی امداد سے بعض انگریزوں سے مذہبی گفتگو کر لیتے تھے اور یہ نہایت ہی ذہانت کی دلیل ہے۔

آپ نہایت حاضر جواب تھے۔ میں نے کبھی آپکو رنجیدہ نہ پایا بلکہ آپ کی مجلس میں کوئی رنجیدہ نہ رہ سکتا تھا۔ آپ کسی مذاق کے لوگوں کی مجلس میں بھی کبھی بارگراں نہیں ہوئے۔ جلسہ سالانہ کے موقعہ پر دس بارہ سال سے آپ کا مضمون صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام رکھا جاتا۔ مگر ہر دفعہ نئے انداز اور نئے معیاروں سے آپ نے اس مضمون کو بیان کر کے سامعین کو بیحد محظوظ کیا۔ ہمیشہ آپ کا وقت ایک باقاعدہ ٹائم ٹیبل کے ماتحت صرف ہوتا تھا۔ کبھی آپ نے فضول وقت ضائع نہیں کیا۔ آپ نہایت محنتی تھے۔ باوجود بدن کے فربہ ہونے کے سفروں میں نہایت جفاکش تھے۔ آپ نہایت عابد تھے۔ میں ان کا کئی سال تک ہمسایہ رہا ہوں۔ آپ تہجد خوان بھی تھے۔ اہل و عیال کو نہایت خوش رکھتے تھے۔ آپکی وفات کے وقت دو بیویاں تھیں دونوں میں پوری طرح عدل کرتے تھے۔ اپنے شاگردوں سے بہت بے تکلف اور نہایت محبت و

شفقت سے پیش آتے تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے قریبًا ہر سفر میں آپ بطور عالم ہمراہ جایا کرتے تھے ؛

نظارتوں کے قائم ہونے سے قبل آپ صدر انجمن احمدیہ کے اور آخر تک مجلس شوریٰ کے ممبر تھے۔ آپ عربی میں فی البدیہ نہایت فصیح و بلیغ تقریر کر سکتے تھے۔ فارسی میں بھی بخوبی گفتگو فرماتے تھے۔ تصوف سے خاص مذاق تھا ؛

افسوس ہے کہ آپ کے کوئی اولاد نرینہ نہیں صرف ایک صاحبزادی ہے جو کتخدا ہے اللہ تعالےٰ اس سے آپ کی جسمانی نسل قائم فرمائے۔ یہ چند بے ترتیب و بے ربط باتیں ہیں۔ جو اپنے مرحوم دوست کے ذکر خیر کے لئے احباب تک پہنچائی جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے۔ اور اعلےٰ سے اعلےٰ درجات عطا فرمائے۔ اور حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی معیت میں مقامات قرب سے مالا مال فرمائے آمین ثم آمین۔ امید ہے کہ تمام احباب نماز جنازہ ادا کرینگے اور یہ دعا بالتخصوص فرمادیں گے کہ خدا تعالےٰ حافظ صاحب مرحوم کا کوئی لائق جانشین جماعت میں پیدا کر کے اس غیر معمولی نقصان کی تلافی فرمائے۔ والسلام

جناب مولوی محمد علی صاحب کی صریح غلط بیانی

غیر مبایع اصحاب کو نبوت کا ناقابلِ فراموش سبق طاق نسیاں پر رکھنے کے لئے بہت حیل و حجت سے کام لینا پڑا۔ مولوی محمد علی صاحب کی تحریروں میں لفظ نبی کا استعمال آج تک ایک عقدۂ لاینحل ہے۔ ان کے احباب کی تحریروں میں صراحت نبوت بارہا ان کی دقت کا باعث ہوئی۔ مولوی صاحب نے قادیان کے عہد ملازمت میں جو تفسیر قرآن مجید مرتب فرمائی اور جسے بعد ازاں لاہور کی طرف منسوب کر کے شائع کیا گیا۔ اس میں آپ نے "لاہوری حواشی" کے ضمن میں بہت کچھ خلاف واقعہ باتیں درج فرمائی ہیں جن میں سے ایک صریح غلط بیانی درج ذیل ہے۔

آئت اِمَّا یَاْتِیَنَّکُمْ رُسُلٌ مِّنْکُمْ سے امکان نبوت ایک واضح حقیقت ہے۔ جسے مدتوں آپ اور آپ کے احباب تسلیم فرماتے رہے لیکایک آپ کے عقائد نے پلٹا کھایا۔ اور آپ نے اس آئت کی تفسیر میں لکھ دیا۔

"بعض ختم نبوت کے منکر اس (آئت اِمَّا یَاْتِیَنَّکُمْ رُسُلٌ) سے یہ نتیجہ نکالنا چاہتے ہیں کہ اس کے ماتحت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی رسول آتے رہنے چاہئیں۔ اسی آئت سے رسولوں کے آنحضرت صلعم کے بعد آنیکا نتیجہ اول بہاء اللہ نے اور بعد میں انکی نقل کر کے میاں محمود احمد قادیانی کے مریدوں نے نکالا ہے۔ حالانکہ اس آئت کو نہ حضرت مرزا صاحب نے خود اور نہ انکی زندگی میں ان کے مریدوں نے کبھی پیش کیا۔ ایک شرطیہ جملہ سے یہ نتیجہ نکالنا کمال نادانی ہے" (بیان القرآن جلد ۲ صفحہ ۸۲۹)

ہم مولوی صاحب کی اس مغالطہ دہی کو نظر انداز کرتے ہیں۔ جو آپ نے بہاء اللہ کو آئت ہذا سے امکانِ نبوت نکالنے والا بتایا ہے۔ کیونکہ وہ تو شریعت محمدیہ کو ناسخ اور آیات قرآنی کو ناقابل استدلال بتانے آیا تھا۔ العیاذ باللہ۔ اور خود مولوی صاحب نے اس کو مدعی الوہیت قرار دیا ہے۔ اس کا دعویٰ نبوت یا رسالت کا دعویٰ نہ تھا۔ چنانچہ آپ نے ڈلہوزی سے گذشتہ سال مولوی عبدالاحد صاحب کے نام سرینگر ایک خط میں لکھا تھا۔ جو بجنسہٖ محفوظ ہے۔ کہ

"بہاء اللہ کا وحی و الہام کا دعویٰ نہ تھا۔ بلکہ قریب قریب خدائی کا دعویٰ تھا" جب بہاء اللہ کا دعویٰ ہی الوہیت کا ہے۔ تو اسے امکانِ نبوت و رسالت کا استدلال کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ لیکن مولوی صاحب نے حضرت اقدس اور آپ کے مریدوں کے متعلق جس غلط بیانی کا ارتکاب ہے وہ بدترین مغالطہ دہی ہے ؛

مندرجہ بالا طرز تحریر سے عیاں ہے۔ کہ مولوی صاحب اور ان کے رفقا "حضرت مرزا صاحب" کی تحریر اور تفسیر کو حجت سمجھتے ہیں۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ حضرت صاحب کی تفسیر و تحریر ان کے نزدیک قطعاً کوئی مرتبہ نہیں رکھتی۔ جب تک مولوی صاحب موصوف یا ان کے ساتھیوں کی علمی کسوٹی اسے قرآن و حدیث کے مطابق نہ قرار دے۔ جیسا کہ ابھی ولادت مسیح کے مضامین میں "پیغام صلح" اس کی تصریح کر چکا ہے ہم حیران ہیں۔ کہ وہ لوگ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے واضح ترین حوالجات کو پس پشت پھینک رہے ہیں ان کا یہ استدلال کیونکر درست ہو سکتا ہے۔ بالخصوص جبکہ ان کو یہ بھی معلوم ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک بات کا ذکر نہ فرمانا اس بات کی دلیل نہیں بن سکتا۔ کہ وہ بات ہی غلط ہے۔ ہاں اگر حضرت اقدس نے اس کے خلاف ارشاد فرمایا ہو۔ تو بجا طور پر اوپر والا استدلال ہو سکتا ہے۔ مگر ہم غیر مبایع اصحاب کو چیلنج کرتے ہیں۔ کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریروں سے آئت اِمَّا یَاْتِیَنَّکُمْ رُسُلٌ مِّنْکُمْ سے امکان نبوت کے استدلال کی تردید ثابت کریں۔ لیکن وہ ہرگز نہیں کر سکتے حالانکہ بزعم مولوی صاحب موصوف بہاء اللہ آپ سے پہلے یہ استدلال کر چکا تھا۔ باقی رہا۔ آپ کی زندگی میں آپکے مریدوں کا اس آئت کو پیش کرنا یا نہ کرنا سو اس کے لئے ہم اہل پیغام کے ہی مقتدر لیڈر جناب مولوی غلام حسن صاحب پشاوری کے الفاظ پیش کرتے ہیں آپ نے ایک سید صاحب سے فرمایا:۔

"اس سے صاف آئت بھی بتا دیتے ہیں اب آپ انصاف سے کام لیں اور نور ایمان سے جواب دیں۔ وہ آئت یہ ہے۔ یا بنی آدم اِمَّا یَاْتِیَنَّکُمْ رُسُلٌ مِّنْکُمْ الخ۔ سید صاحب آپ قرآن کھولکر دیکھیں یہاں گذشتہ رسولوں کا کوئی قصہ نہیں بلکہ یہاں سیاق سباق آئت صاف بتا رہا ہے۔ کہ اصحاب رسول یہاں مخاطب ہیں اور رسول وہ رسول ہیں۔ جو صحابہ کے بعد اسلام میں آنے والے ہیں"

(اخبار بدر جلد ۷ نمبر ۳ مورخہ ۲ رجنوری ۱۹۰۸ء)

مولوی غلام حسن صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں اِمَّا یَاْتِیَنَّکُمْ رُسُلٌ سے امکان نبوت اور اسلام میں آنے والے رسولوں کے متعلق استدلال کو نہائت صاف اور نور ایمان کا مقتضیٰ بتاتے ہیں مگر آج مولوی محمد علی صاحب کمال شان بے نیازی سے فرماتے ہیں:۔

"ایک شرطیہ جملہ سے یہ نتیجہ نکالنا کمال نادانی ہے"

کیا اہل پیغام اس عقدہ لاینحل کو حل کر سکتے ہیں کیا جنوری ۱۹۰۸ء میں مولوی غلام حسن صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے "مریدوں" میں شامل نہ تھے؟ کیا ان کا یہ نتیجہ نکالنا "کمال نادانی" تھی؟ کیا ہمیں توقع رکھنی چاہئے۔ کہ مولوی محمد علی صاحب اپنی تفسیر کے آئندہ اڈیشن میں اس قسم غلط بیانیوں کا ازالہ کر کے ممنون فرمائیں گے ؛

(خاکسار اللہ دتا جالندھری قادیان)

رسول کریم کے ایک بچہ کی وفات

سرور دو عالم کو غم و حزن

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک بچہ تھا ابراہیم نام۔ انکی ماں حضرت ماریہ تھیں۔ اس بچہ کو آپ نے دودھ پلوانے کے لئے ایک لوہار کے ہاں دے رکھا تھا۔ یہ بچہ دودھ چھٹنے سے پہلے ہی فوت ہو گیا تھا۔ ایک صحابی ذکر کرتے ہیں۔ ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابراہیم کے دیکھنے کو اس کی دائی کے گھر تشریف لے گئے۔ وہاں جا کر آپ نے اسے گود میں لیا۔ پیار کیا اور اس کے منہ سے منہ ملایا۔ پھر خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ کچھ مدت کے بعد وہ لڑکا سخت بیمار ہوا آپ کو اطلاع ہوئی۔ تو آپ بعض صحابہ کے ساتھ وہاں گئے دیکھا تو بچہ کا دم نکل رہا تھا۔ اسکی یہ حالت دیکھ کر آنحضرت کی آنکھوں سے آنسو ٹپ ٹپ گرنے لگے۔ ابن عوف ایک صحابی نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ آپ بھی روتے ہیں؟ آپ نے فرمایا۔ اے ابن عوف یہ آنسو شفقت کے آنسو ہیں۔ پھر آپ نے فرمایا کہ آنکھیں روتی ہیں اور دل مغموم ہے مگر ہم اسی بات میں راضی ہیں جس میں ہمارا خدا راضی ہے۔ اے ابراہیم ہمیں تمہاری جدائی کا بہت غم ہے ؛

دار المطالعہ انجمن احمدیہ دہلی

خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے انجمن احمدیہ دہلی نے بازار بلیماران میں ایک کمرہ کرایہ پر لیکر دار المطالعہ جاری کیا ہے جہاں لائبریری کے علاوہ اخبارات کا بھی انتظام کیا گیا ہے۔ ہفتہ واری اجلاس بھی یہیں پر منعقد ہوتے ہیں۔ جو احباب باہر سے دہلی تشریف لائیں۔ وہ یہاں ٹھہر سکتے ہیں۔

خاکسار عبدالحمید سیکرٹری تبلیغ۔ نئی دہلی

43

نظارت بہشتی مقبرہ کی رپورٹ

از مئی ۱۹۲۸ء لغایت اپریل ۱۹۲۹ء

حسب تجویز مجلس مشاورت ۱۹۲۷ء کہ تمام جماعتیں اپنے اپنے ہاں سیکرٹری وصایا مقرر کریں اور موصیوں کی تعداد بڑھائیں۔ سال گذشتہ میں ۴۲ جماعتوں نے اس تجویز کو عملی جامہ پہنایا۔ اور سال زیر رپورٹ میں مزید ۱۱ جماعتوں نے اپنے ہاں سیکرٹری وصایا مقرر کئے۔ چنانچہ اس وقت تک ۵۳ جماعتوں میں وصیت کی ترقی کے لئے علیحدہ کارکن مقرر ہو چکے ہیں۔ جو اپنی اپنی جگہ تحریک وصیت کو کامیاب بنانے کے لئے کوشاں ہیں۔ ان میں سے مندرجہ ذیل جماعتیں قابل ذکر ہیں۔ باقی جماعتوں کو بھی چاہیئے۔ کہ وہ اپنے اپنے ہاں اس فرض کے لئے الگ ایک ایک کارکن مقرر کریں۔ اور اپنے کام کی رپورٹ ماہوار بھجواتے رہیں۔

لوکل جماعت احمدیہ قادیان

اس میں ۴۳ جدید موصی بنے ۱۲ سابقہ موصی جو اپنی آمدنی کا معمولی چندہ عام دے رہے تھے۔ انہوں نے ۱/۳ حصہ آمد کی وصیت کی۔ گویا جماعت مذکور کی جانب سے ۵۵ احباب نے مزید قربانی کی۔ یہ جماعت مرکزی ہے۔ اور خدا تعالیٰ کے فضل سے اخلاص اور قربانی میں ترقی کر رہی ہے۔ میں اس جماعت کے لوکل کارکنوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جماعت احمدیہ سیالکوٹ

اس علاقہ سے ۲۵ وصیتیں جدید آئیں۔ بمقابلہ سال گذشتہ ۱۵ کی زیادتی ہے۔ اس جماعت کے سیکرٹری جناب چودھری محمد حسین صاحب ہیں۔ جو کہ حضرت مسیح موعودؑ کے مخلص صحابی ہیں۔ اور باوجود پیرانہ سالی کے اس دھن میں لگے رہتے ہیں۔ کہ کوئی احمدی بغیر وصیت کے نہ رہ جائے۔

جماعت احمدیہ امرتسر

اس جماعت کو میں خلوص دل سے مبارکباد دیتا ہوں۔ کیونکہ اس میں سے ۱۲ احباب نے دوران سال میں دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عملی ثبوت دیا ہے۔ یعنی وصیتیں لکھ کر بھجوادی ہیں اس جماعت کے امیر ڈاکٹر محمد منیر صاحب اور سیکرٹری وصایا سید بہادل شاہ صاحب ہیں جو تحریک وصیت کو کامیاب بنانے میں دلچسپی لے رہے ہیں۔

جماعت احمدیہ گجرات

ضلع گجرات کی مختلف جماعتوں سے امسال ۱۸ جدید موصی بنے اس ضلع کی جماعتوں سے کھاریاں۔ تہال۔ لالہ موسےٰ شکریہ کی مستحق ہیں۔ اس ضلع میں مولوی سعد الدین صاحب کھاریاں اور منشی محمد الدین صاحب تہال اس تحریک کو کامیاب بنانے کے لئے کوشاں ہیں۔

جماعت احمدیہ فیروزپور

اس جماعت میں ۱۵ جدید موصی ہوئے یہ جماعت اخلاص میں ترقی کر رہی ہے۔ چنانچہ صوفی علی محمد صاحب جنرل سیکرٹری اور بابو محمد عبد اللہ صاحب اپنی جماعت کو ایسی قربانی کی طرف جو ان کو بہشتی بنا دے پرزور کوشش کر کے لے جا رہے ہیں یقیناً وہ اللہ تعالیٰ سے اجر عظیم حاصل کرینگے۔

جماعت احمدیہ کیمبل پور

۴ وصیتیں اس جماعت کی طرف سے آئی ہیں یہ جماعت اپنے فرض کو محسوس کر رہی ہے اور ڈاکٹر محمد حسین شاہ صاحب وہاں اچھا کام کر رہے ہیں

جماعت احمدیہ شیخوپورہ

اس ضلع سے ۱۰ وصایا جدید آئی ہیں اس علاقہ میں ماسٹر محمد ابراہیم صاحب سیکنڈ ماسٹر ننکانہ صاحب اور میاں احمد الدین صاحب زرگر پنڈی چری اور چودھری کرم الٰہی صاحب کا کام قابل شکریہ ہے۔ ماسٹر محمد ابراہیم صاحب موصوف وصایا کی ترقی کے لئے دردمند دل رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ انکی سعی قبول فرمائے

جماعت احمدیہ نابھہ

نابھہ سے پانچ ہزار روپے کی تین وصیتیں آئی ہیں ان وصیتوں کی ادائیگی ابھی سے شروع ہو گئی ہے۔ اس انجمن کے سکرٹری شیخ قدرت اللہ صاحب بہت محبت سے کام کرتے ہیں۔

جماعت احمدیہ کراچی

اس جماعت میں یہ بہت بڑی خصوصیت ہے کہ اس کا جب کوئی عہدہ دار بنتا ہے۔ تو اس کیلئے وصیت کرنی لازمی قرار دیجاتی ہے بالفاظ دیگر اس جماعت کے تمام عہدہ دار موصی ہیں یہ جماعت کراچی کا اپنا انتظام ہے کہ وہ بغیر موصی ہونیکے کسی فرد کو عہدہ دار منتخب نہیں کرتی۔ اور یہ حسن انتظام شیخ نیاز محمد صاحب پریزیڈنٹ جماعت کا ہے کراچی کی جماعت کا یہ نمونہ باقی جماعتوں کیلئے قابل تقلید ہونا چاہیئے۔

جماعت احمدیہ لائلپور

سال زیر رپورٹ میں اس جماعت سے ۷ موصی بنے ملک عبد المجید صاحب محنت سے کام کر رہے ہیں۔

جماعت احمدیہ ملتان

اس جماعت میں یہ خوبی ہے کہ وہ چندہ وصیت باقاعدگی کیساتھ ماہوار بھجواتی ہے چنانچہ اس جماعت کے سابق محاسب منشی محمد حیات خانصاحب اور موجودہ سکرٹری بابو شیر خان صاحب حصہ وصیت کی وصولی بعدا سے وقت پر بھجوانے کا خاص طور پر خیال رکھتے ہیں۔

جماعت احمدیہ علی پور۔ ضلع ملتان

اس جماعت کے سکرٹری وصایا ڈاکٹر محمد شفیع صاحب سب اسسٹنٹ سرجن کیروالہ ہیں۔ جو ادائگی وصیت کیلئے بخصوصیت کیساتھ کوشش کرتے ہیں چنانچہ سال زیر رپورٹ میں نواب بیگم صاحبہ موصیہ نے ڈاکٹر صاحب کی تحریک پر اپنی وصیت کا ۱۱۳ روپیہ ادا کر دیا ہے۔

جماعت احمدیہ نیروبی افریقہ

یہ جماعت قربانی میں خاص ترقی کر رہی ہے۔ سال زیر رپورٹ میں سات دوستوں نے وصیتیں کی ہیں

جماعت احمدیہ دھلی

صرف دو وصیتیں سال حال میں ہوئی ہیں اس جماعت میں مولوی غلام حسین صاحب سکرٹری دلچسپی کیساتھ کام کر رہے ہیں ادائگی وصیت کیطرف بالخصوص انکی توجہ ہے نیک نتائج نکلنے کی امید کی جاتی ہے۔

جماعت احمدیہ چک ۱۱۶ جنوبی ضلع شاہپور

اس جماعت کے سکرٹری وصایا سید اصغر علی شاہ صاحب اپنی رپورٹ میں لکھتے ہیں تمام موصیوں کو رسالہ الوصیت سنایا جاتا ہے اور اس جماعت کے موصی احباب تقویٰ اور طہارت میں ترقی کر رہے ہیں

جماعت احمدیہ سنور

اس جماعت کے سکرٹری وصایا مولوی عبد الغنی خانصاحب پنشنر افسر فراشخانہ پٹیالہ ہیں جو لکھتے ہیں اس جماعت میں بیس موصی ہیں منشی محمد علی صاحب پٹواری نے اپنی جائداد کی قیمت کا ۱/۳ حصہ داخل کر دیا ہے۔ چودھری مہدی حسن خانصاحب ذیلدار نے اپنے حصہ وصیت میں ‎-/8/465 داخل کر دیئے ہوئے ہیں۔ اور ‎-/8/456 روپے بقایا کے جلد داخل کرنیکی کوشش کر رہے ہیں۔ بہر صورت سکرٹری صاحب باوجود ضعیف العمر ہونیکے اچھا کام کر رہے ہیں۔

جماعت احمدیہ ننکانہ صاحب

اس جماعت کے سکرٹری وصایا منشی محمد ابراہیم صاحب سیکنڈ ماسٹر اس تحریک کو کامیاب بنانے کیلئے ایک دردمند دل رکھتے ہیں۔ اور اپنے اس نیک ارادہ میں کامیاب ہو رہے ہیں۔

(محمد سرور سکرٹری مجلس کارپرداز مصالح قبرستان)

قابل توجہ سکرٹری صاحبان تربیت

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ پر حسن ظن کیا جاتا ہے کہ آپ صاحبان اپنی اپنی جگہ مقامی جماعت کے افراد کی تعلیمی و عملی حالت کی اصلاح و بہتری کیلئے بفضل خدا حتی الوسع ضرور کوشاں ہونگے لیکن آپ ایک اور اہم ضروری فرض کیطرف سے بہت حد تک لاپرواہی برت رہے ہیں اور وہ یہ کہ جسطرح افراد جماعت کی بہتری کیلئے کوشش کرنا نہایت ضروری ہے۔ اسی طرح ایک منظم جماعت کے کارکنان کا یہ بھی ایک اہم فرض ہے کہ وہ اپنی کارروائی کی اطلاع باقاعدہ طور پر مرکز کو پہنچاتے رہیں۔ اس کے متعلق پیشتر بھی چند مرتبہ توجہ دلائی گئی ہے لیکن معلوم نہیں کیوں آپ نے ابتک اپنے فرض کی اہمیت کو نہیں سمجھا۔ حالانکہ ایسی رپورٹ کیلئے فارم بھی چھپوا کر ہر ایک سکرٹری صاحب کی خدمت میں بھیج دیئے گئے ہیں۔ لہذا بذریعہ اعلان ہذا تمام سکرٹری صاحبان تعلیم و تربیت امیر جماعت ہائے کو توجہ دلائی جاتی ہے کہ ہر ماہ کی کارگذاری کی رپورٹ اس ماہ کے ختم ہونے پر مرتب کر کے دفتر نظارت تعلیم و تربیت میں بھیجا کریں۔ اور ہر ماہ کی دس تاریخ تک گذشتہ ماہ کی رپورٹ دفتر نظارت میں موصول ہو جانی چاہیئے۔ تعجب اور افسوس سے لکھا جاتا ہے کہ ماہ اپریل کی رپورٹ صرف چار جماعتوں کی جانب سے ملی تھی۔ اور وہ جماعتیں یہ ہیں۔ قصور۔ سہارنپور۔ ہنڈیوالی۔ حیدر آباد دکن۔ دوست ہر ماہ کی دس تاریخ تک رپورٹ

نابیناؤں کی تعلیم کا انتظام

مجلس مشاورت ۱۹۲۹ء کے موقعہ پر جو احباب شریک مشاورت تھے۔ انہوں نے نظارت ضیافت کی رپورٹ سن کر یہ معلوم کر لیا تھا۔ کہ اس سال خدا کے فضل و کرم سے نظارت ضیافت کی شاخ دارالشیوخ کے ماتحت نابیناؤں کے پڑھنے لکھنے اور مختلف ہنر سیکھنے کا انتظام کیا گیا ہے۔ اس رپورٹ میں یہ تحریک بھی کی گئی تھی۔ کہ احباب واپس جا کر احمدی غیر احمدی مُسلم غیر مُسلم نابیناؤں کو قادیان بھجوانے کی کوشش کریں۔ تاکہ وہ یہاں پڑھنے لکھنے کے علاوہ مختلف کام سیکھ کر اپنی معاش کا خود انتظام کر سکیں۔ لیکن ابھی تک باہر سے کوئی نیا طالب علم نہیں آیا۔ اور ابھی تک صرف وہی لڑکے کام سیکھ رہے ہیں۔ جو پہلے سے سیکھتے تھے۔ اس اعلان کے ذریعہ میں اس شاخ کے متعلق چند امور کی طرف احباب کو توجہ دلاتا ہوں:

سب سے پہلے میں مذکورہ بالا تحریک کا اعادہ کرتا ہوں اور تمام احباب کی خدمت میں گذارش کرتا ہوں۔ کہ وہ اپنے اپنے علاقہ سے نیک چلن مستقل مزاج ایسے نابینا لڑکے یا جوان جو پڑھنے اور کام سیکھنے کے شوقین ہوں۔ اور کوئی بدنی بیماری سوائے نابینا ہونے کے ان کو نہ ہو۔ قادیان بھجوائیں اور مجھے ان کے بھیجنے کی پہلے سے اطلاع کر دیں۔ انشاء اللہ ان کے قیام و طعام و تعلیم کا انتظام ہو جاوے گا:

اس شاخ میں علاوہ اردو لکھنے پڑھنے اور حساب سکھانے کے کرسیاں ٹفن باسکٹ کاوچ اور بعض اور چیزیں بید اور بانس سے بننا سکھایا جاتا ہے۔

ان نابیناؤں اور دارالشیوخ کے دوسرے یتامیٰ مساکین اور بیوگان کے پارچات کے لئے نہایت ضروری ہے۔ کہ احباب پوری توجہ سے کام لیں۔ اور اپنے اپنے بچوں کے مستعملہ پارچات جوتیاں اور بسترے وغیرہ ہر قسم کے کپڑے یہاں بھجوا دیں:

عید۔ بقر عید۔ رمضان اور دیگر تقریبات پر یہاں کے معذوروں اور یتیموں کا خیال رکھیں۔ اور شادی بیاہ اور دیگر خوشی کے موقعوں پر اپنی خوشی میں ان کی بے کسی کو نہ بھول جایا کریں:

سید محمد اسحٰق ناظر ضیافت

امداد فرمائیں

ایک باورچی جو اپنے کام میں خوب ماہر ہیں۔ پہلے اچھے اچھے افسروں کے پاس باورچی کا کام کر چکے ہیں۔ ویسے بھی دیانت دار اور متدین آدمی ہیں۔ اور عیالدار ہیں۔ اب کچھ عرصہ سے بیکار ہیں۔ اگر کسی صاحب کو باورچی کی ضرورت ہو تو اطلاع دیں۔ ماہوار مبلغ بیس روپیہ ماہوار اور کھانے پر آ سکیں گے۔ اس سے کم پر گذارہ نہ ہوگا۔ خط و کتابت دفتر امور عامہ سے کی جاوے۔ ناظر امور عامہ قادیان

منسوخی وصیت کا اعلان

مسمی محمد ابراہیم صاحب ولد بوٹے شاہ صاحب قوم فقیر ساکن بھینی بانگر ضلع گورداسپور (جو ۱۹۲۶ء میں داروغہ جیل لائل پور تھے) انہوں نے ۱۹۱۳ء میں بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت نمبر ۵۷۹ کی تھی۔ اور یہ اقرار کیا تھا۔ کہ وہ شرط ۳ کے مطابق اپنی زندگی بسر کریں گے مگر موصی مذکور شرط ۳ (تیسری شرط یہ ہے۔ کہ اس قبرستان (بہشتی مقبرہ) میں دفن ہونے والا متقی ہو اور محرمات سے پرہیز کرتا اور کوئی شرک اور بدعت کا کام نہ کرتا ہو سچا اور صاف مسلمان ہو") کے مطابق زندگی بسر نہیں کرتا۔ لہذا اس کی وصیت ۵۷۹ بموجب ریزولیوشن ۳ ۲۹/۵/۲۸ مجلس کارپرداز مصالح قبرستان منسوخ کی جاتی ہے۔

سید محمد سرور شاہ سیکرٹری مجلس کارپرداز مصالح قبرستان قادیان

(اعلان)

شیخ نورالدین صاحب تاجر قادیان نے دفتر ہذا میں تحریر بھیجی ہے کہ میرا لڑکا مسمی محمد عبداللہ آوارہ ہے۔ کوئی کام کاج نہیں کرتا اور میرا کہنا بالکل نہیں مانتا۔ اس لئے میں اس کے کسی فعل کا ذمہ دار نہیں ہوں۔ لہذا شیخ نورالدین صاحب تاجر ساکن قادیان کی خواہش کے مطابق بغرض آگاہی پبلک یہ اعلان کیا جاتا ہے۔ ناظر امور عامہ قادیان

اعلان

عوام الناس کو مطلع کیا جاتا ہے۔ کہ اگر کوئی شخص اس اعلان کی تاریخ اشاعت کے بعد کوئی ایسا قرضہ میرے زن و فرزند یا عزیز و اقارب کو دیگا جس کی ادائیگی کی ذمہ داری قانوناً مجھ پر یا میری اولاد یا میری جائداد واقعہ چک ۵۰ ۱۲-ایل ضلع منٹگمری و موضع نتھوپور۔ بہیم پور۔ رانی پنڈ ضلع ہوشیارپور پر عائد ہوتی ہو۔ تو میں یا میری اولاد اس کی ادائیگی کے ذمہ دار نہ ہونگے اور نہ اس کا بوجھ میری جائداد پر پڑ سکے گا:

مُعلن

محمد عبداللہ احمدی موضع نتھوپور تھانہ ٹانڈہ ضلع ہوشیارپور حال وارد بغداد عراق

ضرورت ہے

امیدواروں کی جو ٹیلیگراف اسٹیشن ماسٹری یا تار برقی کا کام ریلوے گورنمنٹ و محکمہ نہر کی ملازمت کے لئے سیکھنا چاہیں۔ مکرانی ریل کا بیج دیگا۔ قواعد دو آنہ کے ٹکٹ بھیجکر طلب کریں۔

رائیل ٹیلیگراف کالج۔ دہلی

وصیتیں

(۵۳)

نمبر ۳۰۳۱ میں عائشہ خاتون زوجہ چوہدری محمد یعقوب قوم راجپوت ساکن گوکھووال چک ۱۲۱ جھنگ برانچ ضلع لائل پور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری اس وقت حسب ذیل جائداد ہے۔ زیور طلائی ۱۳ تولہ۔ قیمتی تین صد روپیہ مہر پانصد روپیہ جس میں سے ماللعہ وصول کر چکی ہوں۔ ایک عدد جھوٹی (بھینس) قیمتی للعہ کل میزان للعہ۔ میں بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان اپنی مندرجہ بالا جائداد کے 1/10 حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔ اور یہ بھی کہ اگر میری وفات کے بعد جائداد مندرجہ بالا کے سوا کوئی اور مزید جائداد ثابت ہو تو اس کے بھی 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی۔ اور اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان بعد وصیت کردوں۔ تو اس قدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کر دیا جائیگا۔

کاتب الحروف محمد یعقوب آڈیٹر کوآپریٹو سوسائیٹیز گوکھووال چک ۱۲۱ خاوند موصیہ ۱۷ ۔۱۔ العبد عائشہ خاتون موصیہ گواہ شد بقلم خود غلام نبی گواہ شد۔ مختار احمد بقلم خود۔

نمبر ۳۰۵۵ میں زینب بی بی زوجہ بابو محمد شریف صاحب ٹی ٹی ای قوم ککے زئی عمر ۲۴ سال بیعت خلافت ثانیہ ساکن بٹالہ ضلع گورداسپور حال وارد لائل پور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ ۲۳ کو حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری اس وقت جائداد حسب ذیل ہے۔ زیورات قیمتی تین صد روپیہ اور زمین ۱۰ مرلہ قیمتی للعہ ہے۔ یہ زمین بطور مہر کے ہے۔ میری یہ زمین قادیان میں متصل زنانہ جلسہ گاہ ملحقہ مکان مولوی عبدالرحمٰن صاحب جٹ کے ہے اس ساری جائداد کے 1/10 حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔ نیز یہ بھی لکھ دیتی ہوں۔ کہ اگر میرے مرنے کے بعد اس جائداد کے علاوہ کوئی مزید جائداد ثابت ہو تو اس کے بھی 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی۔ کاتب الحروف عبدالقادر العبد۔ زینب زوجہ محمد شریف صاحب ٹی۔ ٹی۔ ای۔ گواہ شد خاوند موصیہ محمد شریف ٹی ٹی ای۔ لائل پور بقلم خود۔ گواہ شد ملک عبدالقادر خان احمدی ککے زئی۔ لائل پور محلہ اسلام پورہ

نمبر ۳۰۶۳ میں شیخ غلام حسین ولد ماسٹر قمرالدین صاحب مرحوم پیشہ ملازمت سرکاری عمر ۴۳ سال بیعت ۱۹۰۵ء ساکن لدھیانہ حال نئی دہلی بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۲ اپریل ۱۹۲۹ء کو حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد اس وقت کوئی نہیں ماہوار آمد ماللعہ روپیہ ہے۔ میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا 1/10 حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ میرے مرنے کے وقت میری جس قدر جائداد ثابت ہو اس کے بھی 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہو گی۔ العبد موصی شیخ غلام حسین احمدی بقلم خود ہیڈ ڈرافٹسمین ملٹا کانٹونمنٹ اسکواڈ دہلی P.W.D. گواہ شد۔ شیخ غلام احمد بقلم خود گواہ شد اکبر علی انسپکٹر آف ورکس ریلوے بقلم خود گواہ شد اعجاز حسین بقلم خود پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ دہلی

ہندوستان کی خبریں!

کلکتہ ۲۲؍ جون ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان [illegible] فساد ہو گیا۔ فریقین نے ایک دوسرے پر سنگریزے [illegible] سوڈا واٹر کی بوتلیں پھینکیں جن سے فریقین کے متعدد [illegible] خاص زخمی ہوئے۔ دو ہندو اور دو مسلمان گرفتار کر لئے گئے

بنگلور ۲۲؍ جون۔ دربار میسور کے صیغہ اطلاعات نے دیوانگری کے ہنگامہ فساد کے متعلق مندرجہ ذیل اعلان شائع کیا ہے۔ خدشہ تھا۔ کہ ہندوؤں کے ایک مجمع کا تالاب کے قریب مسلمانوں کے ایک جلوس کے ساتھ جو محرم کے تابوتوں کے ساتھ جا رہا تھا تصادم ہو گا۔ اس تصادم کو روکنے کے لئے پولیس نے گولی چلائی ہجوم میں سے دو اشخاص تو وہیں مر گئے۔ ۴ یا ۵ زخمی ہوئے جنہیں ہسپتال پہنچایا گیا۔ وہاں ان میں سے ایک مر گیا۔

بمبئی ۲۲؍ جون۔ آج امان اللہ خاں نے بکمال اندوہ و قلق اپنے احباب و رفقا کو الوداع کہی۔ جب آپ اپنے ان رفقا سے جو آپ کے ساتھ نہیں جائیں گے اور افغانان بمبئی کے نمائندوں سے بغلگیر ہوئے۔ تو ان کے رخساروں پر آنسوؤں کے قطرے ڈھلک رہے تھے۔

بمبئی ۲۲؍ جون۔ معلوم ہوا ہے کہ امان اللہ [illegible] ان پونڈ کے عوض بیمہ کرا لئے اور تھوڑی سی نقدی اپنے پاس [illegible]

الموڑا ۲۱؍ جون۔ الموڑے کی ایک اطلاع سے پایا جاتا ہے کہ آتے وقت راستہ میں گاندھی جی کی موٹر کے نیچے ایک شخص دب کر سخت زخمی ہو گیا۔

لاہور ۲۲؍ جون۔ سوہل اور دھاریوال کے قریب پل پر ایک لاری جو مسافروں سے بھری ہوئی تھی ایک مسافر گاڑی سے ٹکرا گئی جس سے لاری کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے۔ چار اشخاص ہلاک اور ۹ زخمی ہوئے۔

شملہ ۲۱؍ جون۔ لنلتھگو کمیشن کی سفارشات کے مطابق زراعتی تحقیق کی جو امپیریل کونسل مقرر ہوئی تھی آج سپہر کو "انریبل" ہز ایکسیلنسی لارڈ ارون نے اس کا باضابطہ اعلان کر دیا۔ حضور نظام نے اس کے لئے [illegible] روپیہ دیا ہے۔

بمبئی ۲۱؍ جون۔ ہڑتال کی صلح کانفرنس کا اجلاس آج صبح ہوا۔ کانفرنس نے ایک عدالت تحقیقات مقرر کرنے کا متفقہ [illegible] ہے۔ اور یہ بھی قرار پایا۔ کہ تخریب و تہدید کا سلسلہ بند ہونا [illegible] کام پر واپس آ رہا ہیں۔ ان کے راستے میں رکاوٹ

امداد

ایک باورچی جو اپنے کام میں [illegible] ات بمبئی نے ایک اطلاع شائع [illegible] افسروں کے پاس باورچی کا کام کر چکے ہیں۔ [illegible] کوئی کتا یا بلی انگلستان [illegible] اور متدین آدمی ہیں۔ اور عیالدار ہیں۔ اب کچھ عرصہ سے [illegible] کوئی کتا [illegible] صاحب کو باورچی کی ضرورت ہو تو اطلاع دیں۔ بمشاہرہ بیس ۲۰ روپیہ [illegible] اور کھانے پر آسکیں گے۔ اس سے کم پر گذارہ نہ ہو گا۔ خط و کتابت [illegible] معرفت امور عامہ سے کی جاوے۔ ناظر امور عامہ قادیان

یا بلی لایا جائے گا۔ تو اسے مالک کے خرچ پر چھ ماہ کے واسطے چیف ویٹرنری ڈائرکٹر کے چارج میں یا کسی ایسے مکان میں رہنا پڑے گا۔ جو وزیر لائسنس تجویز کرے۔

دہلی ۲۰؍ جون۔ آج اس کمیٹی کی رپورٹ پر دستخط ہو گئے ہیں۔ جس کا کام یہ تھا۔ کہ وہ ایسی حد عمر کی سفارش کرے جس کے بعد عورت کو حق حاصل ہو۔ کہ وہ کسی کو اپنے ساتھ خاص تعلق پیدا کرنے کی اجازت دے۔ معلوم ہوا ہے کہ رپورٹ اتفاق فقط پر متفق ہے اور رپورٹ میں زنا شوئی کے لئے شادی شدہ عورتوں کے واسطے ۱۴ سال عمر کی سفارش کی گئی ہے۔ اور بلا شادی کے ایسے تعلقات پیدا کرنے کے لئے ۱۸ سال کی سفارش کی گئی ہے۔ مولوی محمد یعقوب صاحب نے اپنے اختلافی نوٹ میں لکھا ہے کہ چونکہ کمیٹی نے کافی تعداد میں مسلمانوں کی شہادتیں قلمبند نہیں کیں اس لئے آپ تجویز کرتے ہیں۔ کہ اس رپورٹ کی بنا پر جو قانون بنایا جائے۔ اس کو کسی صوبہ میں قابل عمل نہ ٹھہرایا جائے۔ جب تک کہ وہاں کی مجلس آئین ساز اس کی توثیق نہ کر دے۔ رپورٹ حکومت ہند کے حضور پیش کر دی گئی ہے۔

کمیلا ۲۰؍ جون۔ سیلاب کا زور کم ہونے کا امکان بہت کم ہے۔ ۱۷؍ کی رات کو جو بارش ہوئی اس سے صورت اور بھی خراب ہو گئی ہے۔ فصلوں کو بہت نقصان پہنچا ہے۔ محکمہ آبپاشی نے مرمت اور بند بنانے کا کام شروع کر دیا ہے۔ [illegible] کے قریب دیہات کی نہایت خراب حالت ہے گومتی [illegible] اونچا ہے۔ کئی لوگ درختوں پر چڑھ گئے ہیں۔ ریلیف کشتیوں کی مدد سے انہیں نیچے اتارا جا رہا ہے۔ سلہٹ کے ڈپٹی کمشنر نے ریلیف کمیٹی کو ۲۰۰ من چاول دیئے ہیں۔ آسام گورنمنٹ نے ۲۳ ہزار روپیہ منظور کیا ہے۔ اور بھی روپیہ اکٹھا کیا جا رہا ہے سلہٹ سے کوئی خبر نہیں آئی۔ کیونکہ تاریں وغیرہ ٹوٹ گئی ہیں بہت سا نقصان جان ہوا ہے۔

لاہور ۲۲؍ جون۔ مسٹر کشن ناتھ ایڈووکیٹ نے ہائیکورٹ میں اپیل دائر کرنے کے سلسلہ میں۔ مسٹر جت کشور داس سے سنٹرل جیل میں ملاقات کی۔ آپ کا بیان ہے۔ کہ جت کشور نے مجھے بتایا کہ اس کو بیڑی اس لئے پہنائی گئی ہے۔ کہ اس نے خوراک کھانے اور کام کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ اور کہا۔ کہ وہ ایک پولیٹیکل قیدی ہے۔ کوئی چور یا ڈاکو نہیں۔ اس کا خیال ہے کہ پولیٹیکل قیدیوں کو بہتر خوراک اور کتب دینی چاہئیں۔ اور ان سے مشقت نہیں لی جانی چاہئے۔ اس لئے اس نے گذشتہ [illegible] سے فاقہ بھوک کر رکھا ہے۔ سردار بھگت سنگھ میانوالی [illegible] میں [illegible] یوم سے فاقہ جو کئے ہوئے ہے۔ [illegible] کی طرح بہت کمزور ہو گیا ہے۔ یہ فاقہ بھی اسی [illegible] سے ہے۔

لاہور ۲۳؍ جون۔ ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ لاہور کے وارنٹ پر پولیس نے شہیدوں کا پوتھا کی ضبط شدہ کتاب کے سلسلہ میں روزنامہ "سیاست" کے دفتر کی تلاشی لی۔ لیکن کوئی چیز برآمد نہیں ہوئی۔

ممالک غیر کی خبریں!

بیت المقدس ۲۱؍ جون۔ عرب ارکان حکومت کے ایک وفد نے سر جان چانسلر ہائی کمشنر فلسطین سے [illegible] اس امر پر زور دیا۔ کہ ملکی مجلس وضع قانون قائم کی جا[ئے] جواب میں سر جان نے کہا۔ کہ میں اس معاملہ پر مسٹر سڈنی ویب سے بحث و تمحیص کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ سر جان بہر [illegible]

طہران ۲۰؍ جون۔ فارس کی بغاوت کے سلسلہ میں متعدد گرفتاریاں عمل میں لائی گئی ہیں۔ یہ واقعہ ہے۔ کہ گورنر جنرل خاوران جسے جمہوریت کی طلب کیا گیا تھا۔ گرفتار کر لیا گیا ہے۔ وزیر مالیات کو بھی گرفتار کر لیا گیا ہے۔ لیکن ابھی اس کی گرفتاری کے اسباب و وجوہ معلوم نہیں ہو سکے۔

لنڈن ۲۰؍ جون لیبرل پارٹی کی بنچوں پر مسٹر لائیڈ جارج کے ساتھ ان کی ایک لڑکی اور لڑکا بھی پارلیمنٹ کے ممبر کی حیثیت سے بیٹھیں گے۔ ایسا دوسرا خاندان مسٹر آرتھر ہینڈرسن کا ہے۔ وہ بھی تین ہیں۔ ایک وہ خود دو ان کے بیٹے۔ وزیر اعظم مسٹر میکڈانلڈ کے ساتھ ان کا ایک بیٹا میلکم ہے۔ مسٹر بالڈون کا بیٹا ان کے مقابل میں گورنمنٹ کے بنچوں پر بیٹھے گا۔ لیڈی سینتھیا اپنے شوہر کے ساتھ گورنمنٹ کی بنچوں پر بیٹھیں گی۔ [illegible] کو جو پہلے لیبر لیڈر تھے۔ اور اب انڈیپنڈنٹ کی حیثیت سے کھڑے ہوئے تھے۔ شکست دی۔

لنڈن ۱۹؍ جون۔ پائنیر کا خاص نامہ نگار رقمطراز ہے۔ کہ لارڈ سنہا کے خطاب کے متعلق ایک نازک صورت پیش آگئی ہے۔ اس میں ایک قانونی نقص نکل آیا ہے۔ یہ بیان کیا جاتا ہے کہ بادشاہ کسی غیر برطانوی کو نسلاً بعد نسل خطاب عطا نہ کر سکتا۔ اس کا نتیجہ یہ ہے۔ کہ موجودہ لارڈ سنہا دارالامراء میں اس وقت تک نہیں بیٹھ سکتے۔ جب تک کہ اس کے جواز میں قانون منظور نہ ہو جائے۔

[illegible] گبی ۱۹؍ جون۔ پارلیمنٹ کا افتتاح یکم جولائی بروز دوشنبہ ملک معظم کی تقریب سے ہو گا۔ اس تقریر میں سال ۱۹۲۹ء کے کام کا پروگرام بیان کیا جائے گا۔ ازاں بعد اجلاس برخاست کر دیا جائے گا۔

لنڈن ۲۰؍ جون۔ وزیر اعظم برطانیہ مسٹر میکڈانلڈ کو ٹوکیو ہوائی جہاز پر سوار ہونے دیکھنے کے لئے ایک جم غفیر موجود تھا۔ وزیر اعظم کے مکان پر بے شمار تار اور خطوط موصول ہوئے جن میں [illegible] اس ہوائی سفر سے باز رہنے کی استدعا کی گئی تھی۔ خطوط میں ہوائی سفر کے خلاف شکایت یہ تھی۔ کہ یہ سفر بدعت اور خلاف مذہب ہے اس کی خاص وجہ یہ بتائی جاتی ہے۔ کہ اگر خدا کو انسان کا اڑنا ہی منظور ہوتا۔ تو وہ ضرور ہمارے شانوں پر بھی پر پیدا کر دیتا۔